:\Users\Rashid\Desktop\3
copy.jpg not found.

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ کتابوں کی دنیا
■ جناب حاجی سکندر صاحب......
■ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
■ ہوش مندی کی ضرورت
■ اخبار جہاں
■ بزنس روگار و کیریئر
■ طب وصحت، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 55/65 شمارہ نمبر 49 مورخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

ذہنی و اخلاقی تربیت

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہندوستان میں مسلمانوں کو جن مسائل کا سامنا ہے، ان میں سرفہرست نئی نسلوں کو ایمان پر باقی رکھنا اور ان کے کیرکٹر اور کردار کو اسلامی خطوط پر استوار کرنا ہے، ان لوگوں کا ذکر ہی کیا جو مذہب بیزار ہیں اور لا دینیت ان کی طرز زندگی کا لازمی حصہ بن گیا ہے، دیکھا جا رہا ہے کہ اسلام پسند اور ذاتی اعتبار سے مذہبی اقدار کو قبول کرنے اور عمل میں برتنے والے لوگوں کے بچے بھی بڑی تیزی سے ایمان و عمل سے دور ہوتے جا رہے ہیں، کنونٹ اور اسکولوں میں نصابی کتابیں انہیں پڑھائی جاتی ہیں، لیکن ان کے اندر اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا کرنے کا کوئی منصوبہ ان اسکولوں کے پاس نہیں ہے، اس لیے نوجوان نسل دینی تقاضوں سے دور ہوتی جا رہی ہے، جتنی محنت بچوں کو معیاری تعلیم فراہم کرانے کے لیے کی جاتی ہے، اس کا دسواں حصہ بھی ان کی ذہنی، دینی اور اخلاقی تربیت پر صرف نہیں کیا جاتا، ہمارے دانشور حضرات مدارس اسلامیہ میں عصری علوم کی شمولیت پر خاصا زور لگاتے ہیں، لیکن کبھی یہ نہیں کہتے کہ اسکولوں میں دینی تعلیم اور مذہبی اقدار کے فروغ کے لیے کام کرنا چاہئے؛ حالانکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اگر عصری علوم میں آدمی کمزور رہا تو معیشت کے کمزور ہونے کا امکان ہے، لیکن اگر اس نے بنیادی دینی تعلیم نہیں پائی اور مذہب سے دور رہا تو آخرت کی تباہی یقینی ہے۔

انہیں احساسات کے تحت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے حکم اور ہدایت پر امارت شرعیہ نے اسکولوں اور کنونٹوں میں ذہنی اور اخلاقی تربیت کا ایک نظام بنایا ہے، اور اسے کئی مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے، کام کا آغاز پھلواری شریف سے کر دیا گیا ہے، اس سلسلے کی ایک میٹنگ ۱۰ دسمبر ۲۰۱۷ء کو امارت شرعیہ کے میٹنگ ہال میں رکھی گئی تھی، جس میں پھلواری شریف کے پرائیوٹ اسکولوں کے ذمہ داروں نے شرکت کی اور مفید مشورے دیے، ان مشوروں کی روشنی میں کام کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ شرکاء کا احساس تھا کہ اس کام کے لیے طلبہ کے سامنے گفتگو تو ہو ہی، اساتذہ اور گارجین حضرات سے گفت وشنید کا بھی ایک نظام بنایا جائے، اس لیے کہ بچوں کے لیے رول ماڈل ان کے اساتذہ ہوتے ہیں، اساتذہ کے اخلاق و کردار کا اثر بچوں پر پڑتا ہے، اس حوالہ سے اساتذہ کی ذہنی تربیت کے پروگرام بھی ہونے چاہئیں، اس کے علاوہ بچوں کا مختصر سا وقت اسکول میں گذرتا ہے، بچوں کو جو کچھ پڑھایا، سکھایا جا رہا ہے، اس کے اثرات گھر جا کر ختم نہ ہو جائیں، اس کے لیے خاندان اور گھر کے ماحول کو بھی مذہبی بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے، گارجین حضرات کی توجہ جس طرح معیاری تعلیم کے لیے ضروری ہے، اسی طرح تربیت کے لیے ان کو آگے آنا چاہئے، کیوں کہ روزانہ آمد و رفت کرنے والے بچوں کا زیادہ وقت گھر پر ہی گذرتا ہے، شرکاء نے اس طرف توجہ دلائی کہ امارت شرعیہ کو عصری تعلیم کی درس گاہوں کے لیے ایک مختصر سا نصاب بھی بنانا چاہئے، جس میں بنیادی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت پر مشتمل مواد شامل ہو، انہیں بتایا گیا کہ امارت شرعیہ کے قاضی نور الحسن میموریل اسکول، خود کفیل نظام تعلیم اور وفاق المدارس الاسلامیہ کے نصاب کو سامنے رکھ کر ایک مختصر نصاب تیار کرنے کی کوشش کی جائے گی، اس سلسلے میں امارت شرعیہ نے گرمیوں کی تعطیل کے لیے ایک ووکیشنل نصاب ترتیب دیا ہے، جو مختصر بھی ہے اور بچوں کی ذہنی اٹھان سے قریب تر بھی، تجربہ کے طور پر اس سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ طریقۂ کار جو بھی ہو اور نصابی کتابوں کے طور پر جس کتاب کا انتخاب کیا جائے، ایسی تعلیم و تربیت ضروری ہے، جو نئی نسل کے دین و ایمان کی حفاظت کر سکے اور جب ہماری آنکھیں بند ہوں تو ہمیں یقین ہو کہ ہمارے بچے اسلام پر قائم رہیں گے، اور ہمارے بعد کسی غیر کی پوجا نہیں شروع کر دیں گے، اس سلسلے میں قرآن کریم کی وہ آیت یاد رکھنی چاہئے، جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے مرنے کے قبل اپنی اولاد سے دریافت کیا تھا کہ میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ یہ سوال وہ کر رہے ہیں، جن کی کئی پشت نبوت کے منصب پر سرفراز رہی تھی اور جہاں بچوں کے راہ راست سے بھٹکنے کے امکانات نہیں تھے، اس کے باوجود ان کو یہ فکر ستا رہی ہے کہ کہیں یہ بچے میرے بعد راہ راست سے دور نہ ہو جائیں، تو ہم آپ کس شمار میں ہیں، جن کے بچے مذہب بیزار ماحول میں پرورش پا رہے ہیں اور جن کے تعلیمی نصاب سے مذہب اور اخلاقیات کو نکال دیا گیا ہے، اس لیے ہر سطح پر چوکنے رہنے کی ضرورت ہے، گھر میں بھی اور اسکول میں بھی۔

ہنگامہ ہے پھر برپا

بین السطور

امریکہ کے صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے القدس (یروشلم) کو اسرائیل کی راجدھانی قرار دینے کا جو غیر دانشمندانہ فیصلہ کیا ہے، اس نے پوری دنیا کے انصاف پسند لوگوں کو بے چین کر دیا ہے، فلسطین میں انتفاضہ تحریک دوبارہ شروع ہوگئی ہے، اور اسرائیل نے اپنی بندوق کے دہانے احتجاج کرنے والوں پر کھول دیے ہیں، بے دردی سے ان کا قتل کیا جا رہا ہے، پاکستان، جرمنی، فرانس، کوریا، سوویت روس، عرب لیگ اور اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) نے اس فیصلے کی مذمت کی ہے اور اسے غیر ذمہ دارانہ، غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دیا ہے، عرب لیگ کے وزراء خارجہ نے امریکہ سے القدس کو اسرائیل کا دار الحکومت تسلیم کرنے اور تل ابیب سے اپنا سفارت خانہ اس شہر میں منتقل کرنے کے فیصلہ کو واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے، اس کا خیال ہے کہ اس اقدام سے مشرق وسطیٰ کے پورے خطے میں تشدد میں اضافہ ہو جائے گا، عرب لیگ نے جو اعلانیہ جاری کیا ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کا یہ اعلان بین الاقوامی قانون کی خطرناک خلاف ورزی ہے۔ ان ممالک کا احساس ہے کہ اس سے دہشت گردی اور انتہا پسندی کو بڑھاوا ملے گا، اس سے قبل اقوام متحدہ نے بھی امریکہ کے اس فیصلے کو رد کر دیا ہے، صورت حال یہ ہے کہ اس معاملہ پر امریکہ الگ تھلگ پڑ گیا ہے اور پوری دنیا کے انصاف پسند لوگ اور حکومتیں اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہیں، او آئی سی کے ستاون (۵۷) رکن ممالک ہیں اور وہ سب اس بات پر متحد ہو گئے ہیں کہ دنیا یروشلم (القدس) کو فلسطین کے دار الحکومت کے طور پر قبول کرے اور فلسطین میں امن کی کوشش سے امریکہ کے کردار کو نکال باہر کیا جائے، کیوں کہ وہ اس اعلان کے بعد امن کے سلسلے کی کسی بھی گفت وشنید کے لیے نا اہل ہو گیا ہے، سعودی عرب کی خفیہ ایجنسی کے سابق سربراہ نے بھی تنبیہ کی ہے کہ امریکہ کا یہ فیصلہ انتہا پسند گروہوں کے لیے آکسیجن کا کام کرے گا، اور انہیں سنبھالنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ اعلان ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے، جب فلسطینی اتھارٹی نے متنازع فلسطین کے بین ریاستی حل اور مشرقی بیت المقدس کو القدس کا دار الحکومت بنائے جانے کے اصلی مطالبات پر بات چیت کے لیے لچک دکھانے کی کوشش کی تھی، ان تمام آپا دھاپی کے باوجود فلسطین اپنے اس مطالبہ پر قائم ہے کہ اسرائیل نے ۱۹۶۷ء میں جن علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا، اسے اور مشرقی بیت القدس کو خالی کر دے، کیوں کہ یہ علاقے آزاد فلسطینی ریاست کا حصہ ہیں، جس پر اسرائیل نے غصباً قبضہ کر رکھا ہے۔

شہر قدس، جس کا جدید نام یروشلم ہے، مسلمان، یہودی اور نصرانی سب کے لیے قابل احترام ہے، یہ مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش اور یہودیوں کے دیوار گریہ اور ہیکل سلیمانی کی جگہ ہے، یہیں وہ مسجد اقصیٰ ہے جہاں سے آسمان کی طرف معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شروع ہوا تھا، اس کا مشہور نام القدس ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عربوں کا مسکن رہا ہے، یہ شہر گرین وچ کے مشرق میں ۳۱، ۳۵ ڈگری طول البلد اور شمال میں ۴۷، ۳۱ ڈگری عرض البلد پر واقع ہے، سطح سمندر سے اس کی بلندی ۲۰ ۷ - ۸۳۰ میٹر ہے، خط مستقیم پر بحر متوسط سے ۵۲ کیلو میٹر اور بحر میت کے مغربی جانب سے ۲۲ کلو میٹر اور بحر احمر کے شمالی جانب سے ۲۵۰ کیلو میٹر دور ہے، یہ شہر فلسطین کے قلب میں واقع ہے۔ فلسطینی جغرافیہ داں خلیل سلحی کی تحقیق کے مطابق اسرائیلی سلطنت کے قیام سے پہلے قدس میں یہودی علاقہ پانچ ہزار میٹر سے زیادہ نہیں تھا، اور یہودیوں کے صرف نوے خاندان ہی اس علاقہ میں بود و باش کرتے تھے، جولائی ۱۹۴۸ء میں برطانوی حکومت اور صیہونی قائدین نے اس شہر کی تقسیم اس طرح کی کہ اس کا مشرقی علاقہ عربوں کو دے دیا اور مغربی علاقے یہودیوں کے لیے خاص کیے گئے، ۱۹۶۷ء میں مشرقی قدس پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے بعد اسرائیل نے اس شہر کو یہودی رنگ میں رنگنے کے لیے متواتر فیصلے کیے اور اس کے لیے منظم طریقۂ کار اختیار کیا، اس کے لیے اسرائیلی پارلیامنٹ میں نئے نئے قوانین منظور کیے گئے، سماجی طور پر یہاں مقیم عرب مسلمانوں پر زمین بیچنے کے لیے دباؤ بنایا گیا، توسیع پسندی کے جذبے سے یہاں یہودیوں نے نو آبادیاں قائم کیں، قدس کے شہریوں کی شہریت ختم کی گئی، قدیم شہر میں کھدائی شروع کی گئی اور سرنگیں بنا کر شہر کی فصیل اور تاریخی عمارتوں کی بنیاد کو کمزور کیا گیا اور بعض کے نام ونشان مٹا دیے گئے، اسرائیلی نظام تعلیم رائج کیا گیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

اللہ کے سپاہی

”یہ احساس زندہ رہے کہ ہم سب اللہ کے سپاہی ہیں، جب جیسی دینی ضرورت اور ملی خدمت سامنے آئے، اسے انجام دینا چاہئے، دینی کاموں میں شخصیت اور منصب کے تحفظات کا برتنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ اور یہ تو اور بھی بُرا ہے کہ عالم دین یا خادم ملت، ملت کی خدمت کے نام پر اپنی شخصیت کا گول گنبد تعمیر کرے اور دینی مفاد پر ذاتی مفاد کو ترجیح دے یا ملت کے نقصان کی قیمت پر اپنی ذاتی اغراض کا سودا کرے۔“ **(امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم)**

بلا تبصرہ

”یروشلم کو اسرائیل کی راجدھانی کے طور پر منظور کر کے امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے انتہائی غیر ذمہ دارانہ پالیسی کا ثبوت دیا ہے، دسیوں سال سے جس علاقہ میں امن اور انصاف پر مبنی حل کی آس پوری دنیا لگائے ہوئے تھی، اس انتہائی حساس مسئلہ کو لے کر امریکہ نے سطحی اعلان کیا ہے، اس لیے پوری دنیا کی مذمت فطری ہے، اسرائیل کے ذریعہ غیر قانونی طور پر بستیاں بسانے کی مخالفت تقریباً سبھی ملکوں نے کیا ہے، کیوں کہ یہ اسرائیل کے ذریعہ یہودی آبادی بڑھا کر غیر قانونی قبضہ کی سوچی سمجھی سازش ہے۔“ **(کلیم خان: ہندوستان ۱۳ دسمبر ۲۰۱۷)**

E:\Naqueeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\Naqueeb 18December2017.inp 07/04/39 12:34 & PAGE 2 (1,1)

اللہ کی باتیں ــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

چارنکاتی منصوبہ:

﴿زمانہ کی قسم ہے، انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور ایک دوسرے کو تلقین کی حق بات کی اور ایک دوسرے کو تاکید کی صبر کی۔﴾ (سورۃ العصر)

مطلب :اللہ رب العزت نے ہر انسان کو زندگی گذارنے کے لیے ایک وقت اور زمانہ دیا ہے، تاکہ وہ اللہ کی رضا وخوشنودی والے اعمال کرے اور جو نعمتیں عطا کی ہیں، اس کی قدر کرے اور اس پر شکر بجالائے؛ کیوں کہ دنیا وآخرت کی تمام کامیابی اسی بات سے متعلق ہے کہ اپنے وقت کا صحیح استعمال کیا جائے، اسے ضائع ہونے سے بچایا جائے، چنانچہ قیامت کے دن انسان سے خاص طور پر اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس نے اپنی عمر، اپنی جوانی اور اپنے علم کا کیا استعمال کیا، غور کیجئے کہ ان میں سے عمر اور جوانی دونوں کا تعلق زمانہ سے ہے؛ لیکن دیکھا یہ گیا کہ عام طور پر انسان اس نعمت کی ناشکری کرتا ہے اور گناہ ومعصیت کرکے بجائے فائدہ اٹھانے کے نقصان اٹھاتا ہے، اس لیے اللہ جل شانہ نے زمانے کی قسم کھاکر یہ بات عمومی انداز میں کہی کہ انسان خسارے میں ہے، البتہ چار لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں، (۱) جن کے ایمان وعقائد درست ہیں، (۲) جو نیک عمل کرتے رہتے ہیں، (۳) دوسروں کو بھی خیر وبھلائی کی دعوت دیتے ہیں اور اس کا ماحول بناتے ہیں (۴) اور اس کی راہ کی سب مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ جس میں یہ چاروں باتیں پائی جائیں گی، وہ دونوں جہاں میں فوز وفلاح کے مستحق قرار پائیں گے اور جو لوگ اس سے سرمو انحراف کریں گے، نقصان میں رہیں گے، جیسا کہ امم سابقہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ گزشتہ امتوں اور قوموں کو مال ودولت، حکومت وسطوت اور جاہ ومنصب سے نوازا تھا، مگر انہوں نے عیش پسندی، لطف اندوزی، بے راہ روی؛ بلکہ خدا فراموشی میں زندگی گذاری، اپنے مال ودولت میں اس طرح بدمست رہے کہ اپنے وجود اور خالق کائنات تک کو فراموش کردیا، آخر کار وہ تباہ وبرباد ہوگئے، فرعون ونمرود، ابوجہل وابولہب نے عزت وسربلندی کا ذریعہ حکومت واقتدار کو سمجھا تھا، قارون نے مال ودولت میں اپنی کامیابی مجھی، شداد نے دنیا میں خود ساختہ جنت بناکر اپنے کو بڑا تصور کیا، اس کو اپنی جنت پر غرور تھا، اللہ نے ان سبھوں کو تباہ وبرباد کردیا، اللہ نے عالم انسانیت کو متنبہ کیا کہ تم ماضی کے ان قوموں کے انجام بد سے عبرت حاصل کرتے ہوئے ایمان وعمل صالح پر جمے رہو، آپس میں ایک دوسرے کو دین حق کی نصیحت اور تکلیفوں ومصیبتوں کے وقت صبر کی تلقین کرتے رہو۔ وقت اور حالات کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی زندگی اور وقت کی قدر کرے، اگر عمر عزیز کے لمحات غلط اور لایعنی کاموں میں صرف ہورہے ہیں تو یہ ان کے لیے بڑے خسارے کی بات ہے، اس سورہ میں انہیں امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس چھوٹی سی سورہ میں سارے دین وحکمت کا خلاصہ بیان کردیا گیا ہے۔ حتی کہ حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے کہ قرآن میں سے صرف یہی ایک سوہ نازل کردی جاتی تو سمجھدار بندوں کی ہدایت کے لیے کافی تھی، اسی لیے صحابہ کرام جب آپس میں ملتے تو الگ ہونے سے پہلے ایک دوسرے کے سامنے اس سورہ کی تلاوت کرتے، پھر سلام کرکے رخصت ہوتے۔ (بیہقی)

تین پیشن گوئیاں:

{حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں اسلام کا صرف نام باقی رہے گا، اس کی روح ختم ہوجائے گی اور قرآن کی صرف حروف باقی رہیں گے، عمل نہ رہے گا اور مسجدیں خوب عمدہ بنیں گی، حالانکہ وہ ہدایت اور نمازیوں سے ویران رہیں} (مشکوٰۃ:۱/۳۸)

وضاحت :اس حدیث میں محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تین پیشن گوئیاں فرمائی ہیں کہ اس امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ دین اسلام سے اس قدر دور ہوجائیں گے کہ وہ صرف نام کے مسلمان رہ جائیں گے اور اسلامی تعلیمات ان کی زندگی سے نکل جائیں گی اور اگر کوئی شخص دین وشریعت کی باتیں کرے گا تو اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا، حتی کہ اس کا مذاق بھی اڑایا جائے گا کہ یہ بڑے دیندار بنتے ہیں، دوسری پیشن گوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ صرف قرآن کے حروف باقی رہ جائیں گے، اس کی روح اور اس پر عمل کرنے والے نہیں ہوں گے۔ تیسری پیشن گوئی یہ فرمائی کہ لوگ مسجدوں کو خوبصورت انداز میں تعمیر کریں گے، مگر خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے نہ ہوں گے، بے شک مسجد کی تعمیر کرنا بڑے اجر وثواب کا کام ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اپنی شایان شان محل تعمیر فرمائیں گے: لیکن ہاں اگر مسجدیں عمدہ تعمیر کی گئیں اور اس کو عبادت وریاضت کا مرکز نہ بنایا، باجماعت نمازوں کا اہتمام نہ کیا اور اس کو ویران چھوڑ دیا تو یہ ہمارا حرمان نصیبی ہے، مذکورہ حدیث میں جن پیشن گوئیوں کا تذکرہ کیا گیا، کیا آج یہ امت ان حالات سے دوچار نہیں ہے، کیا اسلام سے ہمارا رشتہ کمزور نہیں پڑگیا، ہماری زندگی قرآنی احکامات اور تعلیمات رسول سے خالی نہیں ہوتی جارہی ہے، گرچہ ہم قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتے، اگر عمل نہیں ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، بسا اوقات اور قرآن مجید کی تلاوت میں حروف کی صحیح ادائیگی نہیں ہوتی، اگر حروف کی ادائیگی کے ساتھ تلاوت کی جائے تو الفاظ قرآن کے اثرات قلوب پر پڑیں گے اور اللہ اس پر سکینت نازل فرمائیں گے اور قیامت کے دن حسین آواز سے پڑھنے والے سے کہا جائے گا ترتیل کے ساتھ پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھیوں پر چڑھتے جاؤ، مگر یہ اسی وقت ہوگا، جب ہمارا عمل قرآن مجید کے مطابق ہوگا اور آخری بات یہ ہے کہ مسجدیں ضرور عمدہ ودلکش تعمیر کی جائیں، مگر اس کو آباد رکھا جائے، اسی سے یہ امت فلاح وکامرانی سے ہمکنار ہوسکتی ہے، ہم اپنے حالات کا جائزہ لیں اور اپنی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں؛ تاکہ ہماری زندگی شریعت اور سنت کے مطابق گذر سکے اور اللہ کی غیبی نصرت اور مدد حاصل ہو۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

بے نمازی بہت بڑا گنہگار:

سوال: اسلام میں نماز کے لئے کیا حکم ہے؟ آج پچھتر فیصدی مسلمان نماز نہیں پڑھتے، بے پروائی برتتے ہیں، ایسے مسلمانوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

نماز اسلام کا عظیم الشان رکن اور عبادتوں میں مہتم بالشان عبادت ہے،... جو ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے، اسلام کا شعار ہے، اور ایمان کی علامتوں میں سے عظیم الشان علامت ہے،... بندے اور اس کے مالک کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہے، جو بندے کو جہنم کے طبقہ اسفل السافلین میں جانے سے روکتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ) نماز ایسی دائمی اور قائمی عبادت ہے کہ اس سے کسی بھی رسول کی شریعت خالی نہیں رہی: "ولم تخل عنها شريعة مرسل". (الدر المختار علی صدر رد المحتار، اول کتاب الصلوٰۃ:۱/۳۲۵) قرآن شریف اور حدیث شریف میں جگہ جگہ نماز کی سخت تاکید اور نہ پڑھنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: (ترجمہ) پوری حفاظت کرو تمام نمازوں کی خصوصاً بیچ کی نماز کی، اور کھڑے ہو خدا کے سامنے ادب سے۔ (سورۃ البقرۃ:۲۳۸) دوسری جگہ ارشاد ہے: (ترجمہ) نماز پڑھتے رہو اور مشرکین میں سے نہ ہو۔ (سورۃ الروم:۳۱) قرآن مجید میں خبر دی گئی ہے کہ جنتی، دوزخیوں سے سوال کریں گے: (ترجمہ) (کونسی چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی؟) یعنی تم کیوں دوزخی بنے؟ دوزخی جواب دیں گے۔ (ہم نمازیوں میں سے نہ تھے) یعنی نماز نہ پڑھتے تھے۔ (سورۃ المدثر:۴۴)
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ آدمی اور کفر وشرک میں فرق نماز چھوڑنا ہے؛ یعنی نماز کا چھوڑنا آدمی کو کفر وشرک سے ملا دیتا ہے۔ فرق باقی نہیں رکھتا۔

ایک حدیث میں ہے کہ "لكل شيء علم وعلم الإيمان الصلوٰة". (منية المصلي، ص: ۳) (ہر چیز کی ایک علامت ہے (جس سے وہ پہچانی جاتی ہے) اور ایمان کی علامت نماز پڑھنا ہے۔)

ایک اور حدیث میں ہے: خبردار! کبھی بھی جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا؛ کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، وہ ملت (دین) سے نکل گیا۔ (طبرانی) ایک حدیث میں ہے: قیامت کے روز بندے کے اعمال میں سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے، اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب ہوگا، ورنہ نامراد ہوگا۔ (ترمذی) دوسری حدیث میں ہے: نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم رکھا، اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے ڈھا دیا، اس نے اپنے دین کو ڈھا دیا۔ (مجالس الابرار:۳۰۳) ایک اور حدیث میں ہے: "جو نمازی نہیں ہے، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں"۔ (بزاز وحاکم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بے قاعدہ نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: "اگر یہ شخص اسی حالت پر مرجاتا تو ملت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نہ مرتا"۔ (مجالس الأبرار:۳۰۴)
نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جو شخص نماز کو اچھی طرح پوری پابندی سے ادا کریگا، تو نماز اس کے لئے قیامت کے روز نور اور (حساب کے وقت) حجت اور ذریعۂ نجات بنے گی اور جو شخص نماز کی پابندی نہیں کرے گا تو اس کے پاس نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور قیامت کے روز اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف (رئیس المشرکین) کے ساتھ ہوگا۔ (مشکوۃ المصابیح:۵۸،۵۹)
آیات قرآنی اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز نہ پڑھنا مشرکانہ فعل اور کفار کا شعار ہے، چنانچہ صحابۂ کرام اور ائمۂ مجتہدین کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ جان بوجھ کر ایک نماز کا بالقصد چھوڑ دینا کفر ہے۔ اس جماعت میں سیدنا حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت معاذ بن جبل، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابودرداء، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم، جیسے صحابۂ کرام اور امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، عبداللہ بن مبارک، امام نخعی، حکم بن عتبہ، ابوایوب سختیانی، ابوداؤد طیالسی، ابوبکر بن شیبہ رحمہم اللہ، جیسے ائمۂ مجتہدین کو شمار کرایا گیا ہے، ان کے علاوہ حضرت حماد بن زید، مکحول، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک ایک نماز کا تارک واجب القتل اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اگرچہ قتل کا فتویٰ نہیں دیتے، ہلکی سے ہلکی سزا تجویز کرتے ہیں، مگر وہ سزا بھی یہ کہ زدوکوب کیا جائے، پھر جیل خانہ میں ڈال دیا جائے، یہاں تک کہ توبہ کرے، یا اسی حالت میں مرجائے۔ (تفسیر مظہری، مجالس الابرار وغیرہ) حضرات صحابہ اور ائمۂ مجتہدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جس طرح ترک صلوٰۃ کو ایسا گناہ عظیم فرماتے ہیں جس کی سزا قتل تک ہے، ان کے نزدیک وقت پر نماز پڑھ لینا بھی اتنا ہی ضروری ہے، بالقصد قضا کردینے کی بھی ان کے نزدیک کوئی گنجائش نہیں ہے۔ انتہا یہ کہ فقہ احناف میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ "اگر عورت کو بچہ ہورہا ہو، تو اگر بچہ کا سر باہر آگیا ہے، ادھر نماز کا وقت ختم ہورہا ہے، تو اس حالت میں بھی عورت پر لازم ہے کہ نماز پڑھے، وضو نہ کرسکتی ہو، تو تیمّم کرے، رکوع سجدہ نہ کرسکتی ہو، تو اونچی جگہ پر بیٹھ جائے، یا ہنڈیا جیسی کوئی چیز نیچے رکھ لے جس میں بچہ کا سر محفوظ ہوجائے اور بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز پڑھ لے، قضا نہ کرے"۔
چنانچہ نفع المفتی میں ہے: "الاستفسار: امرأة خرج رأس ولدها وخافت فوت الوقت ولاتقدر علىٰ أن تصلي قائمًا أو قاعدًا، كيف تصلي؟"
"الاستبشار: تصلي قاعدةً إن قدرت علىٰ ذلک وجعلت رأس ولدها في خرقة أوحفرة فإن لم تستطع تؤمي إيماءً ولايباح لها التأخير". (نفع المفتي: ۹۸، وغيره)
افسوس! اچھے خاصے تندرست مسلمان اذان سنتے ہیں اور بے پرواہ مسجد کے سامنے سے گذر جاتے ہیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "یہ ظلم، سراسر ظلم اور کفر ونفاق ہے کہ مؤذن کی ندا سنے اور اسے قبول نہ کرے" (یعنی نماز کے لئے حاضر نہ ہو)۔ (احمد، طبرانی وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
پھلواری شریف پٹنہ
نقیب
پھلواری شریف

مورخہ ۲۸/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۸/دسمبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

دہشت گردی کی بھینٹ

افرازالاسلام خان عرف محمد بھٹہ دہشت گردی اورغنڈہ گردی کی بھینٹ چڑھ گیا،مغربی بنگال کے ایک گاوں سید پور کالیا چک بلاک کے اس پچاس سالہ انسان کو جس بے دردی سے قتل کیا گیا، اس کے ذکر کے لیے الفاظ ناکافی ہیں،کلہاری سے اس کے اعضاء کاٹے گئے اور پھراس پر پٹرول چھڑک کر زندہ جلا دیا گیا، حدتو یہ ہے کہ اس واقعہ کا ویڈیو بنا کر وائرل کیا گیا، اسے کہتے ہیں مجرم کی سینہ زوری، اس نے لاش کے پاس تین صفحے کا ایک خط بھی چھوڑا، وائرل ویڈیو میں لو جہاد پراس کا لمبا چوڑا بھاشن بھی شامل ہے، وائرل ویڈیو کو دیکھنے کی ہمت بھی جٹا نا سب کے بس کی بات نہیں ہے، مقتول چیختا رہا:''بابو جان بچاؤ، بابو جان بچاؤ'' مگر اندھے گونگے ظالموں کے اس دیش میں اس کی آواز سننے والا کوئی نہیں تھا، افراز کی آواز فضاؤں میں گونجی اور دردناک چیخ بن کر خاموش ہوگئی، راجستھان کے راجسمند ضلع میں لو جہاد کے نام پر ایک انسان کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، ایک ایسا انسان جو روزی روٹی کے حصول کے لیے سولہ سال کی عمر سے وہاں راج مستری کا کام کرتا تھا، گذشتہ چونتیس سالوں سے افراز وہاں رہ رہا تھا، اس کے عادات وخصائل اور طور طریق ایک مزدور کی طرح تھے، وقت پر کام پر جانا، روٹی پکانا، کھانا اور اگلے دن کے لیے آرام کرنا، مزدور کی زندگی میں اس سے زیادہ ہوتا ہی کیا ہے۔

قاتل شمبھو لال گرفتار کرلیا گیا ہے، انسانی حقوق کی تنظیمیں اس واقعہ کی مذمت کر رہی ہیں، بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے مقتول کے گھر والوں کی مالی مدد بھی کی ہے اور وزراء کو افراز خان کے گھر بھی بھیجا، لیکن مسئلہ صرف یہ نہیں ہے کہ افراز خان کو مار ڈالا گیا، مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں فرقہ واریت کی جو آگ بھڑک رہی ہے، اس کا خاتمہ کون کرے گا؟ محمد اخلاق کے قتل سے جو سلسلہ شروع ہوا ہے، اور جس کی زد میں حافظ جنید، پہلو خان، محمد افراز اور منہاج سمیت سیکڑوں لوگ آچکے ہیں، اس آگ کو کون بجھائے گا؟ کاش قانون کی حکمرانی کے دعوے داروں کو لاقانونیت کے یہ واقعات جھنجھوڑ سکیں، یہ اس ملک کی سالمیت، بقاء اور جمہوری قدروں کے تحفظ کے لیے انتہائی ضروری ہے، قتل کی تحقیق کے لیے ریاستی حکومت نے ایس آئی ٹی تشکیل دی ہے، جانچ رپورٹ آنا ابھی باقی ہے، لیکن عوام کا مطالبہ ہے کہ افراز کے قاتل کی سزا صرف جیل نہیں، پھانسی ہونی چاہئے، تاکہ لوگ عبرت پکڑیں۔

تحفظ ماحولیات

فضائی اور ماحولیاتی آلودگی سے انسانی جانوں کو جو خطرات لاحق ہیں، اس کی سنگینی کا احساس عام لوگوں کو ہونے لگا ہے، یہ ایک اچھی بات ہے، اس کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابھی حال ہی میں تحفظ ماحولیات کے لیے عملی اقدام کے حوالہ سے جرمنی کے شہر 'بون' میں منعقد دو ہفتہ تک جاری رہنے والی عالمی ماحولیاتی کانفرنس میں پچیس ہزار مندوبین نے شرکت کی، اقوام متحدہ کے ایک سو پنچانوے (۱۹۵) ممالک عالمی درجۂ حرارت کو 5.1 یا دو سنٹی گریڈ تک محدود رکھنے کے سمجھوتے پر پہونچنے کے لیے کوشاں رہے، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ گذشتہ سو سالوں میں زمین کے درجۂ حرارت میں 8.0 درجہ کا اضافہ ہوا ہے، 6.0 ڈگری کا اضافہ گذشتہ تین عشروں میں درج کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے کئی بڑے شہر خطرہ میں ہیں، ہندوستان میں اس سلسلہ میں کافی بیداری آئی ہے۔ نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) کے مطابق ۲۰۱۵ء کے مقابلہ ۲۰۱۶ء میں ماحولیات سے متعلق جرائم میں آٹھ فیصد کی کمی درج کی گئی ہے اور دو سال کے درمیان پہلی بار اس حوالہ سے جرائم کے اعداد وشمار پانچ ہزار سے نیچے گئے ہیں۔ جب کہ ایک سال میں آلودگی سے متعلق ملزمین کی گرفتاری میں چار فی صد کا اضافہ ہوا ہے، گذشتہ سال پورے ملک میں ماحولیات سے متعلق چار ہزار سات سو بتیس (۴۷۳۲) معاملات درج ہوئے، جن میں تین ہزار سات سو پندرہ (۳۷۱۵) معاملات پیڑ اور جنگل کاٹنے کے تھے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ماحولیات سے متعلق جرائم میں اتر پردیش پہلے نمبر پر اور راجستھان دوسرے نمبر پر ہے۔ پچھتر فیصد معاملات انہیں دو صوبوں میں درج ہوئے ہیں، حالانکہ راجستھان میں پہلے کے مقابلے میں چالیس فی صد کمی آئی ہے۔ گذشتہ سال تین سو ستاسی لوگوں کی گرفتاری عمل میں آئی، جس میں پندرہ عورتیں بھی شامل ہیں۔ ۲۰۱۵ء میں پانچ ہزار ایک سو چھپن (۵۱۵۶) واقعات ہوئے، جس میں آٹھ ہزار سینتالیس (۸۰۴۷) لوگ گرفتار کیے گئے، ۲۰۱۶ء میں یہ تعداد چار ہزار سات سو بتیس (۴۷۳۲) پر پہونچ گئی، آٹھ ہزار سات سو پینسٹھ (۸۷۶۵) لوگ امسال گرفتار ہوئے، اس معاملہ میں اچھی بات یہ بھی ہے کہ اسّی (۸۰) فیصد مجرموں کو سزا سنائی جاچکی ہے۔

ضرورت ہے کہ سماج اس سلسلے میں مزید حساس بنے اور ماحولیات کو نقصان پہونچانے والے جرائم کو روکنے کے لیے آگے آئے، دراصل قانون کے ڈنڈے سے زیادہ اس معاملہ میں سماجی بیداری لانے کی ضرورت ہے، سماجی بیداری کے ذریعہ کیا جانے والا پروگرام دوررس اثرات کا حامل ہوتا ہے اور دیرپا ہوتا ہے، جن معاملات میں سماج بیدار ہوتا ہے، وہاں تھانے پولیس کی نوبت ہی نہیں آتی ہے، اور کام سو فیصد درست ہوجاتا ہے۔

پیشاب کی قیمت

ایک ایسے ملک میں جہاں غذائی اجناس پیدا کرنے والے کسانوں کو فصلوں کی مناسب قیمت نہیں مل رہی ہے، اور وہ قرض کی معمولی رقم بیالیس ہزار روپۓ بھی جمع کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، جس کی وجہ سے وہ خودکشی کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں، خبروں کے مطابق پورے ملک میں اکتالیس کسان ہر آدھے گھنٹے میں اپنی جان دے رہے ہیں، گذشتہ پچیس سالوں کے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ پینتالیس لاکھ سے زیادہ کسانوں نے اب تک خودکشی کرلی ہے، کیوں کہ حکومت ان کی محنت کا مناسب معاوضہ نہیں دے رہی ہے، قرض کے بوجھ تلے دبے کسان اپنی زندگی کا بوجھ اٹھانے کے لائق نہیں رہ گئے ہیں۔ مرکزی حکومت کو ان کسانوں کی فکر نہیں ہے کہ انہیں کس طرح خودکشی سے روکا جائے، اسے فکر ہے تو اس بات کی کہ گایوں کو کیسے بچایا جائے، انسان مریں تو کوئی بات نہیں، گایوں کو مرنے سے بچانا چاہئے، چنانچہ مرکزی حکومت میں چھوٹی اور درمیانی صنعت کے وزیر مملکت گری راج کشور نے گایوں کو کٹنے اور ناکارہ ہونے پر اسے بیچنے سے بچانے کے لیے ایک منصوبہ تیار کیا ہے،، اس منصوبہ کے تحت گائے کا پیشاب حکومت دس روپۓ لیٹر اور گوبر پانچ روپۓ کیلو کے حساب سے خرید لے گی، پیشاب میں پانی ملا کر پروسیسنگ کر کے امینوایسڈ بنایا جائے گا، اور گوبر میں منرل اور نائٹروجن ملا کر کھاد بنائی جائے گی، جس سے گائے پالنے والے کو دودھ نہیں ملنے کے باوجود پیشاب اور گوبر سے آمدنی ہوگی، اور ایک گائے کم ازکم پچاس ہزار روپۓ سال میں پیشاب اور گوبر کی قیمت کے طور پر پالنے والے کو دیا کرے گی، اور اس لالچ میں گائے کو آخری دم تک محفوظ رکھا جاسکے گا۔ گری راج جی کے منصوبے میں صرف گائے کا پیشاب قیمتی ہے، حالانکہ دوسرے جانور بھی پیشاب کرتے ہیں، اور اس سے بھی امینوایسڈ اور کھاد تیار کیا جاسکتا ہے، لیکن دوسرے جانوروں بشمول انسان کے پیشاب کی کوئی قیمت نہیں ہے، اگر ہے تو گائے کے پیشاب کی، یعنی اب بالٹی تھن کے بجائے پیشاب کی جگہ سیٹ کردی جائے، تاکہ اسے محفوظ رکھا جائے، یہ عمل گائے سے دودھ حاصل کرنے کے مقابلے میں زیادہ دشوار ہوگا، کیوں کہ دودھ دوہنے کا وقت مقرر ہے، او پیشاب کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، اس کے علاوہ حکومت کے لیے ایک دوسرا دردسر گائے کے پیشاب کی جانچ کا ہوگا، اس لیے کہ ملاوٹ کرنے والے دوسرے جانوروں کا پیشاب ملا کر دھوکہ بھی دے سکتے ہیں، ایسے میں کچھ بعید نہیں کہ بیل اور بھینس کے پیشاب کو بھی گائے کا پیشاب کہہ کر بیچا جانے لگے، اس کے لیے حکومت کو سدھا ڈیری کی طرح کلکشن سنٹر بھی کھولنے ہوں گے، کیوں کہ گائے کا پالنہار کہاں کہاں پیشاب کو ڈھوتا رہے گا۔ مسلمانوں کو اس منصوبے سے کوئی فائدہ نہیں پہونچے گا، کیوں کہ اسلام میں پیشاب وپاخانہ ناپاک بھی ہے اور اس کا استعمال حرام بھی، پروسیسنگ کے بعد بھی وہ پاک نہیں ہوگا، کیوں کہ وہ نجس العین ہے، اس کی خرید وفروخت بھی درست نہیں ہے، کیوں کہ وہ مال نہیں ہے۔ یہی حکم گوبر کا ہے، اس کی ناپاکی کی وجہ سے ہی اس سے زمین کا لیپ پوت کرنا ممنوع ہے۔ حدیث میں پیشاب کے چھینٹے تک سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، کیوں کہ وہ جسم کو بھی ناپاک کرتا ہے اور عذاب قبر کا بھی بڑا سبب ہے۔

اچھی ماں

راہل گاندھی کانگریس پارٹی کے صدر کے طور بلا مقابلہ منتخب ہوگئے ہیں، بڑی سے لے کر چھوٹی پارٹیوں میں صدارتی انتخابات ایسے ہی ہوا کرتے ہیں، اس لیے راہل گاندھی کا صدر منتخب ہوجانا حیران کن نہیں ہے، لوگ انہیں مبارکبادیاں دے رہے ہیں، اور جشن منارہے ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ یہ جشن سونیا گاندھی کی صدارت ختم ہونے پر برپا ہے یا راہل گاندھی کے صدر بننے پر، یا دونوں پر، واقعہ یہ ہے کہ سونیا گاندھی کے دور صدارت میں کم وبیش دس سال کانگریس نے مرکز میں حکومت کی ہے، ۲۰۱۴ء کا انتخاب بھی سونیا گاندھی کی قیادت میں لڑا گیا تھا، جس میں پارٹی کو کراری ہار کا سامنا کرنا پڑا،، پھر کانگریس ریاستوں میں سمٹتی چلی گئی، بعض ریاستوں میں بڑی پارٹی کے طور پر اسمبلی میں آنے کے باوجود وہ حکومت نہیں بنا سکی، اس ناکامی میں جہاں بی جے پی کے تکرم کو دخل تھا وہیں پارٹی کے اندر آپسی اختلافات نے بھی اسے حکومت سے دور رکھا، اس وقت ریاست اور مرکز دونوں میں ہی بی جے پی کا دبدبہ بنا ہوا ہے، اور کانگریس حاشیہ پر دکھ رہی ہے، اسے اس صورت حال سے ہماچل پردیش اور گجرات میں جیت ہی نکال سکتی ہے، جہاں راہل گاندھی نے انتخابی مہم کو قومی قائد کی حیثیت سے چلایا ہے، گو یہ مرحلہ آسان نہں ہے، لیکن اگر کانگریس ان دو ریاستوں میں حکومت بنانے میں کامیاب ہوتی ہے، تو راہل گاندھی کی قیادت کا ملک لوہا مان لے گا اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو راہل گاندھی کو ۲۰۱۹ء تک انتظار کرنا ہوگا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، اونٹ جس کروٹ بھی بیٹھے سونیا گاندھی کے اچھی ماں ہونے پر کوئی سوالیہ نشان نہیں لگ سکتا، اس لیے کہ انہوں نے نہرو خاندان کو اپنی حکمت عملی، دوراندیشی اور سوجھ بوجھ سے ملکی قیادت کے لائق بنایا اور کانگریس کا دور اقتدار واپس آسکا، ورنہ نہرو خاندان کا جنازہ تو سنجے گاندھی، اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی کے قتل اور حادثاتی موت نے نکال دیا تھا، مینکا گاندھی اور ورون گاندھی کے بی جے پی جوائن کرنے کے بعد کون کہہ سکتا تھا کہ نہرو خاندان میں ملکی قیادت کے لیے افراد فراہم ہوسکیں گے، سونیا گاندھی خاتون خانہ تھیں، جس طرح راجیو گاندھی کو سنجے گاندھی کی حادثاتی موت سے قبل ملکی سیاست میں دلچسپی نہیں تھی، اسی طرح سونیا گاندھی بھی سیاست سے اپنے کو الگ تھلگ رکھے ہوئی تھیں، راجیو گاندھی کے قتل کے بعد نرسمہا راؤ کے دور حکومت میں بابری مسجد کے انہدام کے بعد کانگریس کی رہی سہی ساکھ بھی ختم ہوگئی تھی، اور بعد کے انتخابات میں مرکز میں مستحکم حکومت کا تصور بھی خواب وخیال بنتا جارہا تھا، ایسے میں کانگریس کی ڈوبتی کشتی کو سونیا گاندھی نے سنبھالا، ایک طرف ایک ماں کی حیثیت سے ان کے اوپر اپنے خاندان کے تحفظ کا بوجھ تھا، بچوں کی تعلیم جاری رکھنے اور انہیں اس لائق بنانے کی ذمہ داری تھی کہ وہ نہرو خاندان کی وراثت کو سنبھالنے کے لائق ہوسکیں، انہوں نے راہل گاندھی اور پرینکا گاندھی کی تربیت میں اپنے کو کھپا دیا، کانگریس کو اوپر اٹھانے کے لیے چونکا دینے والے فیصلے لیے، ایک بار جب وہ وزیر اعظم بننے کی دہلیز پر پہونچ چکی تھیں، من موہن سنگھ کو وزیر اعظم بنا کر پورے ملک کو حیرت میں ڈال دیا، اے پی جے عبدالکلام کی صدارت اور پرتیبھا پاٹل کو ایوان صدر تک پہونچانے میں ان کا کلیدی رول تھا، ہندوستان کی تاریخ میں انہوں نے پہلی مرتبہ خاتون کو اقتدار اعلیٰ تک پہونچایا اور اقلیت کے ایک فرد کو وزارت عظمیٰ کی کرسی بخشی اور راہل گاندھی کی تربیت میں مسلسل لگی رہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

eeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\Naqueeb 18December2017.inp 07/04/39 12:34 & PAGE 4 (1,1)

یادوں کے چراغ

جناب حاجی سکندر اعظم - ایک باوقار بزرگ

رضوان احمد ندوی

سڈول جسم، پرنور چہرہ، سفید گھنی شرعی داڑھی، بزرگانہ طرز کی کتری ہوئی مونچھیں، پیشانی پر ذہانت وفطانت کی غیر مرئی سلوٹیں، ملت کے ہمدرد وبہی خواہ، علم دوست، علم نواز؛ یہ سراپا تھا شہر کلکتہ کی ایک بزرگ وباوقار ملی وسماجی شخصیت؛ حاجی سکندر اعظم صاحب کا، جو اپنے وضع قطع اور لباس کی سادگی سے اکابر واسلاف کا نمونہ معلوم ہوتے تھے، افسوس صد افسوس کہ 10 دسمبر 2017 کی صبح کلکتہ کے ایک نرسنگ ہوم میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا، میں صبح 9 بجے دفتر امارت شرعیہ پہونچا، یہاں آتے ہی ناخدا مسجد کلکتہ کے امام وخطیب اور میرے مخلص دوست جناب مولانا قاری محمد شفیق قاسمی صاحب نے اس سانحہ کی اطلاع دی، دل دھڑکنے لگا اور زبان بے ساختہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا وظیفہ صبر دہرانے لگی، زندگی کی بے ثباتی کا احساس جاگ اٹھا، مغفرت کا تعلق تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے؛ لیکن دل سرگوشی کررہا ہے کہ مرحوم اپنے نیک اعمال کی وافر زادراہ کے باعث جنت کی پرکیف فضا سے لطف اندوز ہورہے ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے انہیں دین کے ساتھ دنیا کی نعمتوں سے بھی خوب نوازا تھا، وہ قومی وملی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اللہ نے حوصلہ بلند بھی بخشا تھا، بیشک وہ اپنی گوناگوں خوبیوں اور کمالات کی وجہ سے ہر جگہ عزت واحترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

حاجی صاحب 10 مارچ 1942 میں پیدا ہوئے، ان کا آبائی وطن راجستھان کے ضلع جے پور کا ایک گاؤں چوموہے، ان کے والد ماجد جناب غریب محمد صاحب (متوفی 1961) ایک خدا ترس اور صالح انسان تھے، تجارت وکاروبار ان کا خاندانی پیشہ تھا، دھاگہ سازی اور سلک سوتے کا مشغلہ ان کا ذریعہ روزگار تھا، وہ اس مقصد کے لیے کلکتہ آئے اور پھر یہیں اپنا کاروبار پھیلا کر بود وباش اختیار کرگئے، جناب حاجی سکندر اعظم صاحب عصری تعلیم میٹرک، آئی ایس سی اور بی ایس سی کرنے کے بعد اپنے آبائی پیشہ سے وابستہ ہوگئے اور محنت ولگن سے اس کو کافی وسعت دی، ماضی میں ان کے ساتھ بہت سے نامساعد حالات بھی پیش آئے؛ لیکن ان کا دل ہمیشہ امید وحوصلہ سے معمور رہا، مسائل ومشکلات کے گرداب میں نہ کبھی ہراساں ہوئے اور نہ گھبرائے اور نہ ہی کبھی پیچھے مڑکر دیکھا؛ بلکہ عزم وصبر کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے رہے اور تیز قدموں کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے، پھر قدرت نے ان کے کاروبار میں اتنی وسعت وبرکت عطا فرمائی کہ ان کی کاروباری زندگی قابل تقلید اور دوسروں کے لیے مثالی نمونہ بن گئی، اللہ پاک نے انہیں سب کچھ دے رکھا تھا، ان کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں تھی، ضرورت مندوں کی امداد بھی کرتے تھے، مگر اس طرح کہ اس ہاتھ کی اس ہاتھ کو خبر نہ ہوتی، جود وسخا میں ید طولیٰ رکھتے تھے، ان کی زندگی سادہ اور تکلف وتصنع سے بری تھی، ان میں خودنمائی اور خودستائی کا مرض نہ تھا، کبھی ایسی بات نہ کہتے، جس میں اظہار فضیلت کا شائبہ ہو، خوردوں کی حوصلہ افزائی کرتے اور ہمسروں کے قابل قدر کاموں کی داد دینے میں بخل سے کام نہ لیتے، اگر کسی لیے دست تعاون بڑھاتے تو اس کا تذکرہ نہ کرتے، میں نے مولانا حکیم محمد عرفان الحسینی صاحب مرحوم سے ان کی فیاضی اور سخاوت کے بے شمار واقعات سنے ہیں۔ حاجی صاحب سے میری متعدد بار ملاقاتیں رہی ہیں، جب کبھی کلکتہ پہونچ جاتا اور سال میں کم سے کم ایک بار تو پہونچتا ہی، ایک دو وقت ان کے پرتکلف ضیافت سے لطف اندوز ہوتا، وہ صوم وصلوٰۃ کے انتہائی پابند تھے، ایک بار میں اچانک ان سے ملنے گیا، وہ اپنی رہائش گاہ تارا چند دتا اسٹریٹ کلکتہ 73 میں تشریف فرما تھے، میں نے اطلاع کرائی، مگر آدھا گھنٹہ ہوگیا اور مجھے نہیں بلایا گیا، یہ بالکل نئی بات تھی، پھر میں نے دیکھا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے کئی عمرے اور حج بھی کئے تھے، جس سے ان کا دل مجلیٰ ہوچکا تھا، یقین مانئے کہ وہ ایک باغ وبہار، خوش مزاج، خوش گفتار اور خوش اخلاق انسان تھے، ہر شخص کے لیے ان کے دل میں شفقت ومحبت کا جذبہ موجزن رہتا تھا، ان سے جب بھی ملاقات ہوتی تو دل کو موہ لینے والی باتیں کرتے تھے، گویا وہ کہیں اور سنا کرے کوئی۔ ان میں عجب وغرور اور خودنمائی بالکل نہیں تھی، زندگی میں تکلف وتصنع سے بری تھے، کاروباری مصروفیات کے باوجود اپنے عزیزوں اور اہل تعلق سے بڑی بے تکلفی سے ملتے جلتے رہتے تھے اور نہایت پرلطف باتیں کرتے تھے، ایسے موقعوں پر ان کی ذہانت وظرافت طبع کے خوب نمونے دیکھنے میں آتے تھے، مفسر قرآن حضرت مولانا حکیم محمد زماں حسینی صاحب مرحوم کے درس قرآن کے حاضر باش لوگوں میں سے تھے اور ان سے بے پناہ قلبی تعلق بھی رکھتے اور یہ مخلصانہ تعلق حکیم صاحب کے انتقال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے معروف عالم دین حضرت مولانا حکیم محمد عرفان الحسینی صاحب (وفات 16 اپریل 2012) سے بھی تادم مرگ قائم رکھا؛ بلکہ وہ ایک دوسرے کے لیے راز داں کی حیثیت رکھتے تھے۔

حاجی صاحب موصوف کو ملی اداروں اور مذہبی تنظیموں سے بھی بڑا گہرا اور والہانہ تعلق ولگاؤ تھا، خاص کر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور اس کے اکابر سے محبت ان کے رگ وریشہ میں پیوست تھی، وہ بورڈ کے رکن اور امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے ممبر بھی تھے؛ اس لیے یہاں کی میٹنگوں میں برابر شریک ہوتے تھے اور صائب رائے سے اداروں کے کاز کو قوت بخشتے رہتے تھے، شہر کلکتہ کے اکثر سماجی واصلاحی تحریکات میں بھی پیش پیش رہتے تھے، میری جب بھی ان سے ملاقات ہوتی تھی، وہ بڑے ہی معصومانہ انداز میں مسکراتے ہوئے سلام ومصافحہ کرتے تھے، معانقہ کے لیے بڑھتے اور محبت کے لہجے میں دعا دیتے، جس سے خود میری طبیعت میں شگفتگی پیدا ہوجاتی تھی۔ اکثر فون پر رابطہ رہتا، خیریت دریافت کرتے، نقیب کا دلچسپی سے مطالعہ کرتے، میرے مضامین کی تعریف کرکے میرے دل کو بڑھاتے۔ اب وہ ہم لوگوں کے درمیان نہیں رہے، ان کے انتقال سے مجھے واقعی دلی صدمہ پہونچا، دفتر امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست بھی ہوئی، جس میں مجلس میں شریک تمام اصحاب نے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ اللہ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے اور ان کی دینی وملی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

کتابوں کی دنیا

مبصر: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

آثار قلم

''آثار قلم'' دینی، علمی، اصلاحی اور سوانحی مضامین کا مجموعہ ہے، جو مولانا حافظ زبیر احمد ندیمی ملی، استاذ تفسیر وحدیث معہد ملت مالیگاؤں کے نتیجۂ فکر کا ثمرہ ہے، جسے انہوں نے سادے اور صاف انداز میں تحریر کرکے قاری کی ذہنی آبیاری کا سامان فراہم کیا ہے، یہ مضامین پندرہ روزہ ''گلشن'' اور ماہنامہ ''کاشف نعمانی'' میں شائع ہوکر مقبول ہوچکے ہیں، ان کے علاوہ بھی مولانا کے مضامین کثیر تعداد میں ہیں، مفتی ظہیر احمد ملی امام مسجد بیت الجلیل، گلشن جلیل، پوارواڑی، مالیگاؤں نے ان مضامین سے تینتیس مضامین کا انتخاب کرکے شائع کرایا ہے، طابع وناشر ادارہ نصیر الاسلام نزد بیت الجلیل، مالیگاؤں ہے، اس طرح دیکھیں تو یہ کتاب جو ہم تک پہونچی ہے، دو شخص اور ایک ادارہ کی کوشش وکاوش کا نتیجہ ہے، کتاب کے صفحات ایک سو اٹھائیس ہیں، شروع میں سولہ صفحات پیش لفظ، سخنہائے گفتنی، کلمات تحسین، صاحب آثار قلم، کلمات تشکر وامتنان، عرض مرتب اور قرطاس وقلم اور اس کی فرماں روائی کے عنوان سے اکابر علماء اور خود مصنف ومرتب کے بیانات ہیں، جن میں کتاب کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حافظ ظفر ملی، مولانا عمرین محفوظ، مولانا محمد عمران اسجد ندوی، ڈاکٹر محمد الیاس وسیم صدیقی اور حضرت مولانا محمد حنیف ملی قاسمیؒ کی تحریریں ہمیں بتاتی ہیں کہ مولانا نہ صرف باکمال استاذ ہیں، بلکہ تقریر وتحریر میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، انہیں اپنے مافی الضمیر کو برمحل پیش کرنے کا ہنر آتا ہے اور اپنی بات کو موثر بنانے کے لیے برجستہ اشعار کے استعمال سے وہ مضامین کی خشکی کو دور کرنے پر قادر ہیں۔ مولانا عمرین محفوظ صاحب نے ان کے اسلوب کی خوبی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''انداز نگارش بھی بہت خوب ہے، انہوں نے مشہور لکھنے والوں کے انداز نگارش کی تقلید کے بجائے اپنی ایک منفرد راہ بنائی ہے، جس میں الفاظ کا برمحل استعمال بھی ہے اور زبان وادب کی چاشنی بھی، ان کا انداز نگارش ان کے طرز املا کی طرح خود ان کا اپنا ہے۔''

مضامین کو موضوعات کے اعتبار سے دیکھیں تو اس میں بڑا تنوع ہے، کئی مضامین کا تعلق سوانحی خاکوں اور تاثرات سے ہے، جب کہ دوسرے بہت سارے مضامین سماجی واصلاحی ہیں، ان مضامین کو اگر مختلف ابواب کے ذیل میں مرتب کیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا، اس سے ایک قسم کے مضامین بادی النظر میں دوسرے سے ممتاز ہوجاتے، کتاب کی قیمت پچاس روپئے درج ہے اور ملنے کے پتے دس ہیں، خواہش ہو تو ناشر کے پتے سے اسے منگایا جاسکتا ہے۔

میری ماں

مولانا ڈاکٹر محمد یٰسین قاسمی بن الحاج محمد حبیب اللہ مرحوم صدر شعبۂ اردو گاسنر کالج رانچی، یونیورسٹی رانچی (Gossner College Ranchi University Ranchi) کا ذوق تصنیف وتالیف بالیدہ ہے، ان کی تین کتابیں؛ ''کلیم الدین احمد کی تنقید نگاری پر ایک نظر''، ''مدارس اسلامیہ اور جدید کاری کے تصورات'' اور ''تفہیم دعوت وخلافت'' طبع ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں، جب کہ معاصر تنقیدی رجحانات، عالمی اسلامی اتحاد، عالمی انسانی اتحاد طباعت کے مرحلے میں ہیں، ''میری ماں'' صرف بتیس صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ ہے، جس میں انہوں نے اپنی بوڑھی ماں کے عادات وخصائل اور ان کے دینی شغف کو مختلف عنوانات کے ذیل میں قلم بند کیا ہے؛ ان کے علم وتقویٰ، وفا شعاری، مقصد سے عشق، تحمل وبردباری، مہمان نوازی، باورچی خانہ کی مہارت، ان کی بخشش وعطا، اخلاق کریمانہ، اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ کتابچہ کی زبان صاف ستھری ہے، جگہ جگہ اشعار کے استعمال سے بات مدلل بھی ہوئی ہے اور قاری کو خشکی کا احساس نہیں ہوتا۔

ماں تو ماں ہوتی ہے، اس کی محبت وشفقت، بچوں کے لیے فکرمندی اور ہر وقت اس کے آرام وآسائش کا خیال اس کی عادت اور فطرت کا خاصہ ہے، مادیت کے اس گئے گذرے دور میں اس کی محبت بے غرض ہوتی ہے اور وہ اپنا سب کچھ قربان کرکے بھی بچوں کے لیے سوچتی اور اس کی ترقی کے منصوبے باندھتی رہتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتابچہ میں جو کچھ ذکر کیا ہے، وہ ہر ماں کی مشترکہ خصوصیات ہیں، انہوں نے آپ بیتی لکھی ہے، مگر یہ جگ بیتی ہے، ہر آدمی اس کتاب کو پڑھ کر یہی محسوس کرے گا کہ میری ماں بھی تو ایسی ہی ہے۔

ڈاکٹر محمد یٰسین قاسمی نے اس کتابچے میں ماں کے ساتھ اپنے سفر حج کی روداد بھی نقل کی ہے اور اس سفر میں جو خدمت کی سعادت ملی، اسے حاصل زندگی قرار دیا ہے۔ کتاب کا انتساب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نام ہے، کرن بک ڈپو مین روڈ رانچی سے حاصل کی جاسکتی ہے، قیمت درج نہ ہو تو مفت میں حاصل کرنے کا خیال جوان ہوجاتا ہے، مجھے مفت ملی ہے، آپ بھی طلب کرلیجئے۔

بدلتا ہندوستان

مولانا محمد فرید حبیب ندوی نے ''بدلتا ہندوستان؛ مسائل اور علاج'' کے عنوان سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا جلال الدین انصر عمری، ڈاکٹر اکرم ندوی، مولانا بلال عبدالحئی حسنی ندوی اور مولانا الیاس بھٹکلی ندوی کی تحریروں کو جمع کردیا ہے، موجودہ حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا ہے؟ اس پر اکابر کی واضح رائے اور راہ عمل کی تعیین ان مضامین ومقالات میں مرقوم ہے، دو مضامین مولانا محمد فرید حبیب ندوی کے بھی اس کتاب میں شامل ہیں، عرض ناشر مولانا محمد غزالی ندوی اور عرض مرتب مولانا فرید حبیب ندوی کا ہے۔ ۷۲ صفحات پر مشتمل اس کتاب کو امام بخاری ریسرچ اکیڈمی علی گڑھ نے شائع کیا ہے، قیمت پینتیس روپئے ہے، اور ناشر کے پتے سے مل سکتی ہے۔ موجودہ حالات میں اس کتاب کا مطالعہ انتہائی مفید معلوم ہوتا ہے۔

دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

مولانا نور الحق رحمانی استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں اور اپنی کنیت ہی سے متعارف ہیں، الگ سے کوئی نام منقول نہیں ہے، جیسا کہ بہت سے اہل سیر نے اس کی وضاحت فرمائی ہے: **وهي ممن عرف بكنيته ولم يعرف لها إسم.** (الزرقانی شرح مواهب اللدنیۃ: ۱۹۳/۳)

یہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی ہیں، یہ بھی اپنی ماں اور بہنوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کیا اور ہجرت مدینہ تک یہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مکہ معظّمہ میں مقیم رہیں۔

ان کی شادی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے ساتھ نبوت سے قبل خواجہ ابو طالب کی خواہش پر ہوئی تھی اور ان سے بڑی بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی عتیبہ کے بڑے بھائی عتبہ سے ہوئی تھی، دونوں شادی ایک ساتھ ہوئی تھی؛ لیکن ابولہب بد بخت نے اسلام دشمنی میں اپنے دونوں بیٹوں سے طلاق دلوادی اور طلاق بھی ایک ہی ساتھ ہوئی، ان کے سابق شوہر نے بعد میں اسلام قبول کیا ہے اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک کو چاک کیا تھا اور ان کی طرف تھوکا تھا، وہ ان کا بڑا بھائی عتبہ ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: عتیبہ کا مقبول الاسلام بن کر صحابہ کی گنتی میں شمار ہوا ہے اور وہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا قصہ ہے، جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا مستجاب ہوئی اور اسے شیر نے پھاڑ کر قتل کیا، وہ اس کا بھائی عتبہ ہے۔ (مدارج النبوۃ: ۷۸۳/۲)

منقول ہے کہ عتبہ نے جب سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے جدائی اختیار کی تو وہ بارگاہ رسالت میں آیا اور کہنے لگا: میں کافر ہوا آپ کے دین سے اور نہ آپ کا دین مجھے محبوب ہے اور نہ آپ ہی مجھے پیارے ہیں اور اس بد بخت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتی کی اور آپ کی قمیص مبارک کو چاک کردیا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نے کہا: **هو يكفر بالذى دنى فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى.**

ظاہر ہے کہ اس نے یہ الفاظ سورۃ والنجم سے حاصل کئے۔ اہل سیر کہتے ہیں کہ اس ملعون نے اتنی گستاخی کی کہ اس نے ناپاک منہ کا تھوک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب پھینکا، کہا کہ میں نے رقیہ (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دیدی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اللهم سلط عليه كلبا من كلابک.** (اے اللہ! اس ملعون پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کردے)۔ اہل سیر کہتے ہیں کہ حضرت ابوطالب اس مجلس میں حاضر تھے، انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ تجھے کون سی چیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے تیر سے بچا سکے گی؟

یہ ملعون تجارت کی غرض سے شام کی طرف جارہا تھا، راہ میں جب اس نے ایک ایسی منزل پر پڑاؤ ڈالا، جہاں درندے تھے، تو ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا: آج کی رات تم سب ہماری مدد کرنا؛ کیوں کہ میں ڈرتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا میرے بیٹے کے حق میں آج رات اثر کرے، اس پر سب نے اپنے بوجھوں کو اکھٹا کیا اور نیچے اوپر کرکے چنا اور ان بوجھوں کے اوپر عتبہ کے سونے کے لیے جگہ بنائی اور اس کے چاروں طرف گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے، اس کے بعد حق تعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کیا، ایک شیر آیا اور اس نے ایک ایک کے منہ کو سونگھا اور کسی سے اس نے تعرض نہ کیا، پھر اس نے جست لگائی اور عتبہ پر پنجا مارا اور اس کے سینے کو پھاڑ ڈالا، ایک روایت میں ہے کہ عتبہ کی گردن کو دبوچا۔ (حوالہ سابق: ۷۸۵/۲۔۷۸۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہجرت کے تیسرے سال حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح فرمایا اور فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کھڑے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ حق تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ میں ان کو تمہارے عقد میں دے دوں۔ (حوالہ سابق)

بہرحال یہ نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم وارشاد سے ہوا اور اس سے قبل بھی آپ نے جن بیٹیوں کا نکاح کیا، وہ اللہ کے حکم سے کیا، چنانچہ روایت میں ہے: **ما أنا أزوج بناتي ولكن الله تعالىٰ يزوجهن.** (المستدرک للحاکم: ۴۹/۴، ذکر اُم کلثوم) بلکہ بعض روایتوں میں تو یہ آتا ہے کہ آپ نے جس خاتون سے بھی نکاح فرمایا، یا اپنی بچیوں کا جن مردوں سے نکاح کیا، وہ سب اللہ کے حکم اور وحی الٰہی کے اشارے سے تھا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مکہ میں ہجرت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رہیں اور دونوں کی تربیت سے بھرپور فائدہ اٹھایا، حضرت زینب رضی اللہ عنہ تو شادی کے بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے یہاں رخصت ہوگئی تھیں، اسی طرح حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی شادی کے بعد رخصت ہوکر اپنے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں، پھر 5 ہجری میں حبشہ کی ہجرت ہوئی، 7 نبوی میں قریش کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندان بنی ہاشم اور مسلمانوں کا سماجی اور اقتصادی مقاطعہ (بائیکاٹ) ہوا اور یہ بائیکاٹ اتنا سخت تھا کہ خرید وفروخت اور لین دین پر مکمل پابندی تھی، حتی کہ مسلمان بھوک کے مارے درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہوئے، بھوک کے مارے بچے بلکتے اور روتے تھے، تین سال تک اس ناکہ بندی کا سلسلہ جاری رہا، ان سنگین حالات میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پہ بڑی ذمہ داری آئی، ماں بچاری تو بڑھاپے کی عمر کو پہونچ چکی تھی، اس ناکہ بندی کی شدت نے انہیں لاغر، کمزور اور صاحب فراش بنادیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تو سب سے چھوٹی تھیں، وہ خود سرپرستی اور نگرانی کی محتاج تھیں، لے دے کر یہی ماں کی تیمارداری کرتیں، چھوٹی بہن کی دیکھ ریکھ بھی کرتیں اور ابا جان (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو قریش کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں کو ہلکا کرتیں، گویا اس نازک وقت میں گھر کی ذمہ داریوں کو انہوں نے بحسن وخوبی انجام دیا، تین سال کے بعد مسلمان اس حصار اور شعب ابی طالب سے نکلے، 10/رمضان 7 نبوی کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جان جان آفریں کے حوالہ کی، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی ذمہ داری حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر آئی، پھر کچھ عرصہ کے بعد جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوگیا اور وہ آپ کے گھر تشریف لے آئیں تو ذمہ داری ان کے سر آئی اور گھر کی بڑی بیٹی ہونے کی وجہ سے یہ بھی اس ذمہ داری میں ان کے ساتھ شریک ہوتیں۔ پھر جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ ہجرت فرمائی تو یہ دونوں بہنیں حضرت ام ایمن اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہما اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں رہیں، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو دو سواریوں اور کچھ دراہم کے ساتھ مکہ بھیجا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو مدینہ لے آئیں، اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط دئلی رضی اللہ عنہ کو دو اونٹ دے کر بھیجا اور اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے گھر والوں کو لے کر مدینہ آجائیں، چنانچہ ان دونوں گھرانوں کے اہل وعیال ایک ساتھ ہجرت کرکے مدینہ آگئے، جہاں سب کو چین وسکون اور قرار نصیب آیا۔

ہجرت کے دوسرے سال بدر کا عظیم الشان معرکہ پیش آیا، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان فتح ونصرت کے ساتھ مدینہ آئے اور اسی موقع پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا حادثہ پیش آیا، جس سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بے حد متأثر ہوئیں؛ لیکن اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہنا خاندان نبوت کا شیوہ اور عادت تھا۔

ہجرت کے تیسرے سال احد کی لڑائی ہوئی، جس میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی قریشی رضی اللہ عنہ، جنہیں ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کا شرف حاصل تھا اور جو بدری صحابی تھے، وہ غزوہ احد میں زخمی ہوئے اور پھر یہی حادثہ ان کی موت اور شہادت کا سبب بنا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی شادی کے سلسلہ میں فکرمند تھے اور انہوں نے اس سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا اور خواہش ظاہر کی کہ وہ اس کی نوجوان بیوہ بیٹی سے شادی کرلیں، جن کی عمر اٹھارہ سال تھی؛ لیکن انہوں نے خاموشی اختیار کی اور کوئی جواب نہیں دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں سے شکستہ دل لوٹے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے، اس امید پر کہ وہ اس رشتہ کو قبول کرلیں گے؛ کیوں کہ ان کی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکی تھیں اور انہیں نکاح کی ضرورت تھی؛ لیکن جب آپ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کی پیش کش کی تو انہوں نے فرمایا کہ میرا ارادہ ابھی شادی کا نہیں ہے، ان دونوں کے جواب سے وہ دل گیر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر شکایت کی اور پورے واقعہ کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يتزوج حفصة من هو خير من عثمان ويتزوج عثمان من هي خير من حفصة. (بخاری، کتاب النکاح، باب عرض الإنسان ابنتہ أو أختہ علی أھل الخیر)

(یعنی حفصہ سے وہ نکاح کرے گا جو عثمان سے افضل ہیں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عثمان سے اس خاتون کا نکاح ہوگا جو حفصہ سے افضل ہے (یعنی دختر رسول حضرت ام کلثوم۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑی خوشی ہوئی اور ان کا سارا رنج وغم دور ہوگیا، ظاہر ہے کہ ان کے لیے اس سے زیادہ شرف کی بات اور کیا ہوسکتی تھی، چنانچہ شعبان 3 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا اور وہ امہات المومنین کے زمرہ میں داخل ہوئیں، اسی طرح جمادی الاخری 3 ہجری میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی کی تقریب انجام پائی اور اس بنا پر وہ ذی النورین کے لقب سے نوازے گئے، شاید یہ وہ شرف ہے جو تنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی؛ کیوں کہ یہ بات کہیں منقول نہیں کہ کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں (یکے بعد دیگرے) آئی ہوں۔ (الاستیعاب: ۱۰۷۹/۳)

”وكان نكاحه إياها في ربيع الأول من سنة ثلاث وبنى بها في جمادى الأخرىٰ من سنة ثلاث“. (اسد الغابۃ لابن اثیر الجزری: ۶۱۳/۵، ذکر ام کلثوم) (یعنی نکاح ربیع الاول ۳/ہجری میں ہوا اور رخصتی جمادی الاخریٰ ۳/ہجری میں ہوئی۔) اس نکاح کے بعد چھ سال حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں، شعبان 9 ہجری میں سفر آخرت پر روانہ ہوئیں، انہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں یہ تنہا لاولد ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہ جنت البقیع میں اپنی سگی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کی گئیں، انہوں نے مکہ میں اسلام کی مغلوبیت کا دور بھی دیکھا اور کفار کے مظالم کو بھی برداشت کیا اور ہجرت کے بعد جو اسلام کے عروج واقبال اور غلبہ واقتدار کا دور ہے اور جس میں اسلام کو مسلسل فتح وکامرانی ملتی رہی، اس کا بھی قریب سے مشاہدہ کیا، فتح مکہ کا زمانہ بھی انہوں نے پایا اور اس کے گیارہ ماہ بعد رحلت فرمائی۔ اللہ ان پر رحم کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

ہوش مندی کی ضرورت

مولانا محمد احسان رشیدی

ایک دور تھا جب سرزمین ہند پر مسلمانوں کی حکمرانی تھی، پھر انگریز نے اس ملک پر نہایت فریب کاری، دھوکہ دہی اور مکاری سے قبضہ کرلیا، اس کے باوجود سرکاری دفاتر، محکمہ جات عدالتوں اور فوج، پولیس وغیرہ میں مسلمانوں کی چھاپ اور حصہ داری چلتی رہی، یہاں تک کہ علماء ہند اور قائدین ملک کی مشترکہ قربانیوں سے آزادی وجود میں آئی، تقسیم ہند سے مسلمانوں کے غلبہ اور دبدبہ کو بہت بڑا نقصان پہونچا، تاہم اس کے بعد بھی مسلمان ہندوستان کی سرزمین پر بے خوف وخطر چلتے پھرتے رہے اور دینی ودنیوی معاملات انجام دیتے رہے، صنعتوں اور حرفتوں میں مسلمان سب سے آگے تھے، کچھ عرصہ قبل تک فکٹریوں، بازاروں اور منڈیوں میں اہل ایمان کا دبدبہ قائم رہا، بڑے بڑے اجتماعات اور جلسے جلوس نہایت جرأت وہمت اور بے خوفی کے ساتھ منعقد کرتے رہے، آزادی اور بے باکی دل ودماغ سے جدا نہ ہوتی تھی؛ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے حالات نے کروٹ لی، مسلمانوں کی بے دینی اور غفلت کے نتائج سامنے آنے لگے، مسلم سیاست دانوں کی مفاد پرستی، ناعاقبت اندیشی اور آپسی رسہ کشی سے مسلمانوں کی ہوا اکھڑتی چلی گئی اور آہستہ آہتہ ہم ترقی کی راہوں سے پیچھے جاتے رہے۔

اسی کو قرآن کریم کچھ اس طرح بیان کررہا ہے اور آپسی اختلافات وتنازعات سے منع کررہا ہے کہ تم آپس میں مت جھگڑو کہ تم بزدل بن جاؤگے، تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، یقیناً اللہ پاک صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں، (قرآن کریم) کتنی زبردست تعلیم ورہبری ہے، اے کاش! اللہ پاک ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

تاہم 85-84ء سے ہندو بیداری کی لہر شروع ہوئی، ہندو تنظیمیں وجود میں آئیں، فرقہ پرستوں نے ملک اور بیرون ملک سے کثیر مقدار میں سرمایہ جمع کیا اور بابری مسجد گرانے کا ماحول قائم کیا، کانگریس نہایت ہی منافقانہ رویہ اختیار کرتی رہی، مرکز پر کانگریس حکومت کی نگرانی میں 6 دسمبر 1992 میں بابری مسجد کی شہادت کا اندوہناک واقعہ پیش آگیا، تمام مسلمانوں کے دل زخمی ہوگئے اور اس کے بعد بھی فسادات جگہ جگہ ہوتے رہے، جن میں مسلمانوں کا کافی مقدار میں جانی ومالی نقصان ہوتا رہا۔ بڑی عیاری کے ساتھ ہر ترقی اور ہر محکمہ میں مسلمانوں کو پیچھے رکھا گیا، سرکاری محکموں میں مسلمانوں کی نمائندگی برائے نام ہوتی چلی گئی، کانگریس کی دوہری پالیسی جاری رہی۔

پھر وہ وقت بھی آپہونچا، جب برسر اقتدار پارٹی نے نہایت مکاری کے ساتھ حکومت پر قبضہ کرلیا، سب کا ساتھ سب کا وکاس کا نعرہ دیا اور لوگوں کو خوب بے وقوف بنایا کہ اچھے دن آئیں گے، اولاً نوٹ بندی کے ذریعہ مسلمانوں کی مالی حیثیت کا اندازہ لگایا، ساتھ ساتھ اپنے کالے دھن کو سفید کیا اور مسلمانوں کی معیشت کمزور کرنے کے لیے GST لاگو کیا، خصوصاً وہ کاروبار جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں، مثلاً لکڑی، پیتل، چمڑے وغیرہ کے کاروبار پر زیادہ ٹیکس لگایا؛ تاکہ رفتہ رفتہ فقر وافلاس کی طرف بڑھتے رہیں۔

آپ اندازہ کیجئے کہ جھارکھنڈ بی جے پی حکومت نے چمڑے کو فروخت کرنے پر بالکل ہی پابندی لگادی اور ممبئ میں دو سو روپے چمڑے فروخت ہوا، بنگلور میں پچاس روپے اور یوپی میں بھی آدھی قیمت رہی، مسلمانوں کو نقصان ہونے کے ساتھ ساتھ اہل مدارس کو زبردست جھٹکا لگا، سال بھر سے زائد ہوگیا، قریشی برادری افلاس کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے، گوشت کے سلاٹر ہاؤس ذرا ذرا سی کمی پر بار بار بند کئے جاتے ہیں کہ مسلمان عاجز ہوکر اس کاروبار کو چھوڑ بیٹھیں، لھنن پر پابندی لگا رکھی ہے، کیوں کہ مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ اس کاروبار سے روزی روٹی حاصل کررہا تھا، چمڑے فیکٹریاں زیادہ تر مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں، جن میں آدھی سے زائد بند ہوچکی ہیں، ممبئ کے مسلمان تاجروں پر کڑی نگرانی کردی گئی کہ وہ باہر ملکوں سے مال سپلائی نہ کرسکیں، لکڑی کاروبار کا یہ حال ہے کہ آدھے سال سے زائد ہوگیا، لوگ گھروں میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں، بنارس، مئو، اعظم گڑھ وغیرہ میں گھر گھر مسلمانوں کے پاور لوم ہیں، وہاں پر دھاگے پر اتنا ٹیکس لگادیا گیا کہ کپڑا بنانا مشکل ہوگیا، لوگ کاروبار کریں یا چھوڑ دیں کی کشمکش میں زندگی گذار رہے ہیں اور دیگر مسلم کاروباروں کا یہی حال ہے۔

آہستہ آہستہ مسلمانوں کو معاشی پستی اور کمزوری کی طرف دھکیلا جارہا ہے، دوسری جانب مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کی تمام تدابیر اختیار کی جارہی ہیں، نہتے مسلمانوں پر حملہ کرکے قتل کردیا جاتا ہے اور قاتلوں کو اولاً تو گرفتار نہیں کیا جاتا، اگر گرفتار ہو بھی جاتے ہیں تو ان کو کلین چٹ دے دی جاتی ہے، جیسا کہ پہلو خاں کے معاملہ میں ہوا، پرگیہ سادھوی جیسے پرانے مجرموں کو ضمانتیں دی جارہی ہیں، اقلیتی اداروں کا کردار ختم کرنے کے لیے منصوبے بنائے جارہے ہیں، جامعہ ملیہ ہو یا علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، سب کا اقلیتی کردار داؤں پر ہے، کشمیر کی دفعہ 35 سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی گئی کہ یہاں پر پنڈتوں کو آباد کیا جائے گا، مدارس میں ترنگا پھرانے کا پابند بنایا جاتا ہے اور مزید سیسی ٹی وی کیمرے لگانے کی بات بھی کہی جارہی ہے، مدارس کے بورڈ وغیرہ پر ہندی میں نام لکھنا ضروری قرار دیا جارہا ہے۔

طلاق ثلاثہ کا معاملہ اٹھا کر عدالت عالیہ میں اسلام پر حملہ کردیا گیا، الغرض چاروں طرف سے اہل ایمان کو ٹورچر کیا جارہا ہے اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کی آزادانہ زندگی کا حصار قائم کرکے گھیرابندی کی جارہی ہے اور مسلسل ذہنی دباؤ بنایا جارہا ہے کہ مسلمان مجرمانہ اور غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہوجائیں۔

اب آپ ذرا روہنگیا مسلمانوں کی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ پہلے وہ کس صورت حال میں تھے اور اب ان کا کیا حشر ہوا، پوری دنیا نے دیکھا، بادشاہ ہارون رشید کے دور میں وہاں مسلمان آباد ہونا شروع ہوئے، پھر 1400ء میں وہاں کا سلطان مسلمان ہوا، تقریباً ساڑھے تین سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی، انگریز کا دور آیا، اس نے دیکھا کہ مسلمان ہمارے مقابل ہیں تو اس نے بودھشٹوں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت پیدا کرکے آپس میں لڑائی کرادی، اس ایک عرصہ تک انگریز حکومت کرتا رہا، یہاں تک کہ جب انگریز برما سے بھاگنے پر مجبور ہوا تو مسلمانوں اور بودھشٹوں کو آپس میں جم کر لڑایا، لاکھوں مسلمان شہید ہوئے اور حکومت بودھشٹوں کے ہاتھوں میں چلی گئی، مسلسل وہ لوگ مسلمانوں پر طرح طرح کی پابندیاں لگاتے رہے، قربانی، اذان، جماعت، مدارس پر پابندی لگائی، بغیر اجازت ایک شہر سے دوسرے شہر جانا بند کردیا، بغیر اجازت شادی نہیں کرسکتے، آزادانہ ملازمت نہیں کرسکتے، مسلسل معاشی طور پر کمزور کیا گیا، مکمل دباؤ بنانے کے بعد شہریت ختم کردی گئی، ایک وقت وہ آیا کہ مسلمانوں کے گھروں سے تلاش کرکے ہتھیار، ڈنڈے چھڑیاں وغیرہ نکال کرلے گئے اور پھر قتل عام شروع کردیا اور الزام یہ لگایا کہ 150 روہنگیا دہشت گردوں نے 20 چوکیوں کو نشانہ بنایا، جس میں 12 فوجی ہلاک ہوگئے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ ظالموں کی طرف سے ہر بڑی کارروائی کا جواز پیدا کرنے کے لیے بڑا حادثہ وجود میں لایا جاتا ہے، افغانستان پر حملے کے لیے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کرایا گیا۔

گجرات میں آگ وخون کی ہولی کھیلنے کے لیے گودھرا ٹرین میں آگ لگائی گئی، مظفر نگر میں کمزوروں پر ظلم وستم ڈھانے کے لیے ایک لڑکی کی عصمت دری کا الزام لگایا گیا۔

یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ ہمارے ملک والے بھی رسی کا سانپ بنانے میں بڑے ماہر ہیں، جب انہیں کچھ کرنا ہوتا ہے تو اس کے لیے سبب گڑھ لیا جاتا ہے؛ اس لیے یہ سوچ کر بے فکر بیٹھ جانا کہ ہمارے ملک کی حالت تو بہتر ہے، یہاں مسلمانوں کی طرف سے کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا جارہا ہے، بڑے صبر وضبط کے ساتھ مسلمان زندگی گزار رہے ہیں۔

یاد رکھئے! اس سے دس گنا زیادہ صبر وضبط کے ساتھ روہنگیا مسلمان زندگی گذارتے چلے آرہے تھے؛ لیکن ظالموں نے جب کارروائی کرنا طے کرلیا تو دنیا والوں کی نگاہ میں اس کا جواز بھی پیدا کرلیا، کیا ہم نہیں دیکھتے کہ کسی کو دہشت گرد ثابت کرنا ہو تو تلاشی کے بہانے اس کے بیگ میں پستول رکھ دیتے ہیں۔

اور جن کے یہاں تمام ہی مسائل عقائد سے مربوط ہوں، ان کے لیے تو ہر روز ایک زبردست امتحان ہے، خصوصاً اس وقت جبکہ وزیر اعظم برملا کہہ رہے ہوں کہ کوئی بھی آستھا کے مسئلہ کو لے کر حکومت کے مقابلہ میں آئے گا تو اس کو گولیوں کا سامنا کرنا ہوگا، کیا رام رحیم کے واقعہ میں تمام مسلمانوں کے لیے عبرت نہیں ہے؟ حکومتوں کے پاس ایسے سینکڑوں ہتھ کنڈے ہوسکتے ہیں کہ ان کو چھوڑ کر تھوڑی دیر میں پورے ملک کی فضا خراب کردی جائے۔

اس لیے ہر صاحب ایمان کے لیے ضروری ہے کہ مستقبل کے خطرات کو نظر انداز نہ کرے اور ظلم وستم سے بچنے کے لیے ممکنہ تدابیر اختیار کرنا ہر مسلمان ہی کے لیے نہیں؛ بلکہ ہر انسان کا فطری حق ہے۔

گودھرا کی جلی کٹی لاشوں کے نقشے لوگ بھولے نہیں ہیں، مظفر نگر میں بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو کس بے رحمی سے قتل کیا گیا، بیاں کرنے والے چشم دید گواہ آج بھی موجود ہیں، سرکاریں بدلنے کا انتظار کرنا بھی عبث ہے؛ کیوں کہ مظفر نگر میں جو کچھ حالات رونما ہوئے، وہ کانگریس اور سماج وادی کی سرکار میں ہوئے، جس کو مسلمان اپنا محافظ سمجھتے ہیں۔

آپ! فرصت کا وقت ضرور نکالئے اور سوچئے کہ آج آسمان کے نیچے روئے زمین کے اوپر اراکان سے مظلوم کوئی بستی ہوگی، ہزاروں لوگ بے کفن پڑے رہ گئے، جہاں رات دن ہزاروں مساجد سے اذانوں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں، وہاں آج سناٹا چھایا ہوا ہے، چاروں طرف ہُو کا عالم ہے۔

بڑی تعداد میں روہنگیا مسلمان بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا کی طرف ہجرت کرگئے، راستہ طے کرتے ہوئے بھوک پیاس کی شدت سے ہزاروں لوگ درمیان میں لقمۂ اجل ہوگئے اور جو بچے وہ جنگلوں میں چڑھ گئے، جہاں وہ بھی بھوک پیاس کی شدتوں کو برداشت کررہے ہیں۔

یوپی کے سابق وزیر وسیم احمد بنگلہ دیش رسد لے کر پہونچے تو انہوں نے واپس آکر کہا کہ ایک بوتل کو دس دس آدمی ایک ایک گھونٹ کرکے پی رہے ہیں، ایک عورت نے بیان کیا کہ اس کے بچے کو اس کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کردیا گیا اور پھر اس کے شوہر کا گلا کاٹ کر ماردیا گیا، پھر اس عورت کے ساتھ لوگوں نے عصمت دری کی، ہر طرف مایوسی، بے بسی اور لاچاری کا عالم ہے، لوگ موت کو زندگی پر ترجیح دے رہے ہیں۔

مسلمانوں کی یہ حالت کیوں ہوئی؟ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے دنیا کو دین پر ترجیح دے رکھی ہے، ہمدردیاں ختم ہوگئیں، نفس پرستی، خواہش پرستی میں لگے ہوئے ہیں، مصیبت زدوں کا خیال نہیں، ذمہ داریوں کو بھول گئے، حکم عدولیاں، نافرمانیاں اور معاصی زندگی کا جزو لاینفک بن گئے۔

ذرا حالات بہتر ہونے پر پھر اس پرانی روش پر لوٹ آتے ہیں، دنیاوی مفادات کے لیے آپس ہی میں دست وگریباں ہونا شروع ہوجاتے ہیں، **ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب شدید،** خدانخواستہ بے بسی اور بے چارگی کے حالات پہونچ کر اگر آدمی دین کو خیر باد کہہ کر کفر اختیار کرلے تو دنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔

اس لیے قنوت نازلہ، آیت کریمہ، استغفار، نماز اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ علاج اور تدابیر کو بھی عبادت سمجھ کر اختیار کیا جائے۔ وقتی حالات سے سمجھوتہ کرنے کی حکمت عملی کے بجائے پائیدار اور مستحکم لائحۂ عمل تیار کیا جائے، جن پر چل کر آنے والی نسلیں ظالموں کے ظلم وستم سے محفوظ رہ سکیں۔

مغرب میں ناجائز بچوں کی پیدائش میں خوفناک اضافہ

ترتیب سید محمد عادل فریدی (بحوالہ نیوز ایکسپریس پی کے، کراچی)

بتیس سالہ کیرولین ٹومے اکہرے بدن کی انتہائی محنتی غیر شادی شدہ عورت ہیں۔ وہ کینیڈا کے شہر ایڈمنٹن کی رہنے والی اور دس، چھ اور دو سالہ تین انتہائی خوبصورت بچوں کی ماں ہیں۔ کیرولین کا ایک بیٹا اپنے باپ اور دادا دادی کے ساتھ رہتا ہے اور دو بچے اس کے ساتھ۔ ان کا کہنا ہے: ’’میرے تینوں بچوں کے باپ مختلف ہیں، میں اپنے بچوں پر فخر کرتی ہوں اور ان کا بہت خیال رکھتی ہوں۔‘‘ تاہم جن تعلقات کے نتیجے میں یہ بچے پیدا ہوئے ،انھیں وہ ایسی غلطی قرار دیتی ہیں، جس نے ان کی ساری زندگی کو خراب کر دیا۔ مغربی ممالک میں غیر شادی شدہ جوڑوں کا ایک ساتھ رہنا قانوناً جائز ہے اور ایسے بچوں کو بھی قانونی حیثیت حاصل ہے، جو ان تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہوں۔ ایسے بچوں کی ذمہ داری ان کے حقیقی ماں باپ پر بھی عائد ہوتی ہے اور ریاست بھی انہیں اپنی ذمہ داری تصور کرتی ہے۔ حال ہی میں شائع ہونے والی ییل یونیورسٹی (Yale University) کی ایک تحقیقاتی رپورٹ ’’پوری دنیا میں شادی کے بغیر پیدا ہونے والے بچے‘‘ کے عنوان سے شائع ہوئی ہے، اس رپورٹ کے مطابق دنیا کے بعض خطوں میں بغیر شادی کے پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد کل بچوں کے 70 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ امریکا میں یہ تعداد 40 فیصد جبکہ شمالی یورپ کے ممالک میں یہ شرح 70 فیصد تک چلی گئی ہے۔ پچھلے پچاس برسوں میں بغیر شادی کے بچوں کی پیدائش میں خوفناک حد تک اضافہ ہوا ہے، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اکیلی مائیں (Single Mothers) کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ساری دنیا میں اکیلی ماؤں کے ساتھ پلنے والے بچوں کی تعداد کل بچوں کی تعداد کے 25 سے 33 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ اس ساری صورت حال کی وجوہات کیا ہیں؟ ترقی یافتہ ممالک میں خاندانی نظام کا ختم ہونا اور مخالف جنس کے لوگوں کا آزادانہ میل جول، حکومت کا ایسے بچوں کو قانونی حیثیت دینا اور پالنے والے والدین کو مالی مدد فراہم کرنا سرفہرست ہیں۔

بروکنگ انسٹی ٹیوٹ کی ایک رپورٹ جس میں اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نوعمری میں حمل اور ناجائز بچوں کی پیدائش کیسے کم کی جاسکتی ہے؟ رپورٹ کے مطابق اس سارے معاملے کا ایک تشویش ناک پہلو یہ بھی ہے کہ اب ایسی کم عمر ماؤں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے جو ہائی اسکول کے دوران ہی ماں بن جاتی ہیں۔ ایسے واقعات بھی اب غیر معمولی نہیں رہ گئے ہیں جن میں بچیاں دس، گیارہ سال کی عمر میں اپنے پہلے بچے کو جنم دیتی ہیں، حالانکہ اسکولوں میں ابتدائی کلاسوں ہی سے بچوں کو جنسی تعلیم دی جاتی ہے اور برتھ کنٹرول کا طریقہ بھی بتایا جاتا ہے۔ اگرچہ ریاست ان بچوں کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر ایسی اکیلی ماؤں کو مالی امداد دیتی ہے مگر ان میں سے بیشتر مائیں اپنی پڑھائی جاری نہیں رکھ سکتیں اور ان کی جوانی کا بڑا حصہ بھی اپنے بچوں کی نگہداشت میں گزر جاتا ہے۔ کیرولین بھی اپنے ہائی سکول کی تعلیم مکمل نہیں کرسکی۔ بعض اوقات باپ بھی اپنے ایسے بچے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے مگر ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ بروکنگ کی رپورٹ کے مطابق اکیلے والدین کی 84 فیصد تعداد عورتوں جبکہ 16 فیصد تعداد مردوں پر مشتمل ہے۔

۲۰۱۶ء میں شائع ہونے والی جان ہاپکنز یونیورسٹی کی ایک ریسرچ کے مطابق امریکا میں 64 فیصد عورتیں کم از کم ایک ایسے بچے کی ماں ضرور ہیں جو بغیر شادی کے پیدا ہوتا ہے۔ غریب یا کم آمدنی والے علاقوں میں ایسی غیر شادی شدہ ماؤں کی تعداد 74 فیصد تک جا پہنچی ہے۔ ایک اور تحقیق کے مطابق پہلی دفعہ ماں بننے والی 66 فیصد سفید فام، 96 فیصد سیاہ فام اور 76 فیصد میلیسکن (Maxican) خواتین غیر شادی شدہ ہوتی ہیں۔ مغربی قانون کے علاوہ معاشرتی طور پر بھی اب اسے کوئی برائی تصور نہیں کیا جاتا، لیکن کیرولین کا کہنا ہے کہ ایسی ماؤں کا کیریئر پہلی دفعہ حاملہ ہونے کے بعد تباہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ان میں سے اکثر حکومت کے فلاحی فنڈز کی محتاج ہوتی ہیں۔

ییل یونیورسٹی (Yale University) کی رپورٹ (2017) کے مطابق بنا شادی کے بچوں کی پیدائش کی کم ترین شرح ان ملکوں میں ہے، جہاں ایسے بچے پیدا کرنے والے ماں اور باپ کو رسوائی کا سامنا ہوتا ہے، اور معاشرہ بچے کو قبول نہیں کرتا اور انہیں ’’کلنک کا ٹیکا‘‘ گردانتا ہے ؛ ہندوستان، مشرق وسطیٰ، چین اور افریقہ میں ایسے بچوں کی تعداد کل بچوں کے ایک فیصد سے بھی کم ہے۔ اس معاملے میں ملکی قانون بھی واضح کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ جن ممالک میں ایسے تعلقات قانوناً جائز ہیں وہاں بنا شادی پیدائش کی شرح بہت زیادہ ہے۔

لاطینی امریکا کے بیشتر ممالک میں ایسے بچوں کی تعداد کل بچوں کے 60 فیصد تک پہنچ گئی ہے مگر اس معاملے میں سب سے زیادہ برا حال شمالی یورپ کے ممالک سویڈن، ڈنمارک، ناروے اور فن لینڈ کا ہے جہاں شادی کے بغیر پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد 70 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ امریکا میں یہ تعداد 40 فیصد ہے۔ ’’ییل رپورٹ‘‘ کے مطابق ایک ہی ملک میں مختلف نسلی گروہوں میں اس شرح میں فرق بھی دیکھنے میں آیا۔ امریکی سیاہ فاموں میں ایسے بچوں کی تعداد 71 فیصد جبکہ امریکہ کی لاطینی آبادی میں یہ شرح 53 فیصد اور سفید فاموں میں یہ شرح 29 فیصد ہے۔ یاد رہے کہ پچاس سال پہلے امریکا میں یہ شرح محض سات فیصد تھی۔

کیا مغربی معاشرہ ہمیشہ سے ایسا تھا؟

بروکنگ کی رپورٹ کے مطابق بنا شادی کے پیدائش کی شرح میں اضافہ پچھلے پچاس سال میں خوب دیکھنے کو ملا ہے۔ مثلاً ۱۹۶۴ء میں ’’آرگنائزیشن آف اکنامک اینڈ کوآپریٹیو ڈویلپمنٹ (OECD) میں شامل بیشتر ممالک میں بنا شادی بچوں کی تعداد کل بچوں کا دس فیصد سے زیادہ نہیں ہوتی تھی جبکہ ۲۰۱۴ء کے اعداد و شمار کے مطابق ان ممالک میں صرف یونان، ترکی، اسرائیل، جنوبی افریقہ اور جاپان ایسے ممالک ہیں جہاں یہ شرح دس فیصد سے کم ہے۔ یاد رہے کہ ’’او ای سی ڈی‘‘ (OECD) میں پینتیس ممالک شامل ہیں، یہ بلند ترین جی ڈی پی کے حامل ممالک ہیں۔ ان میں شمالی امریکا، شمالی اور مغربی یورپ اور آسٹریلیا کے براعظم کے علاوہ جنوبی کوریا، اسرائیل، ترکی اور جاپان بھی شامل ہیں۔

بغیر شادی کے پیدا ہونے والے بچے کیسے پلتے ہیں؟

ایسے زیادہ تر بچے تنہا والدین کے ساتھ پلتے ہیں، بعض فوسٹر ہوم یعنی گود لینے والے والدین کے ساتھ اور بعض اپنے اصلی ماں باپ کے ساتھ پلتے ہیں، جو بعض صورتوں میں شادی کے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔ بعض ماں باپ بچہ ہونے کے بعد شادی بھی کر لیتے ہیں مگر ان کا تناسب بھی کم رہ گیا ہے۔ کیرولین کا کہنا ہے کہ وہ کبھی اپنے بچوں کے لئے فوسٹر پیرنٹس یعنی گود لینے والے والدین کا انتخاب نہیں کریگی، کیونکہ عام طور سے ایسے بچے مختلف قسم کے برے حالات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ سنگل پیرنٹ کا تصور صرف بغیر شادی کی پیدائش سے وابستہ نہیں بلکہ کبھی کبھی ماں یا باپ کی موت یا طلاق اور علیحدگی کی وجہ سے بھی بچے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ پلتے ہیں۔ دنیا بھر کے 3.2 بلین بچوں میں 320 ملین اکیلے والدین کے ساتھ پلتے ہیں۔

عورتیں کیوں بغیر شادی کے بچے پیدا کرتی ہیں؟

ترقی یافتہ ممالک میں بعض اوقات خواتین خود اکیلی ماں بننے کو ترجیح دیتی ہیں۔ اس معاملے میں آرٹی فیشیل یا ٹیسٹ ٹیوب وغیرہ سے بغیر کسی جنسی ملاپ کے بھی بچہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اس انتخاب کی وجہ عموماً یہ ہوتی ہے کہ معاشرے میں بغیر شادی جنسی تعلق عام ہونے کے باعث مرد شادی شدہ زندگی کی ذمہ داریاں اٹھانے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ جان ہاپکنز رپورٹ ۲۰۱۶ء کے مطابق بعض عورتیں جن میں اکثریت سیاہ فام عورتوں کی ہے، خود بغیر شادی کے بچے چاہتی ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آزادانہ اختلاط کے اس معاشرے میں عورتیں مرد کے مقابلے میں اولاد کو زیادہ قابل بھروسہ خیال کرتی ہیں۔

کیا ناجائز بچوں کی زندگی عام بچوں جیسی ہوتی ہے؟

بروکنگز رپورٹ کے مطابق دوسرے بچوں کے مقابلے میں بنا شادی پیدا ہونے والے اکیلی ماؤں (Single Mothers) کے بچوں میں پیدائش کے وقت کم وزن پیدا ہونے، بعد کی زندگی میں جسمانی اور نفسیاتی صحت کے مسائل کا شکار ہونے، اسکولوں میں اچھا پرفارم نہ کرنے، اپنے والدین کی طرف سے نظر انداز ہونے، دوسروں کی زیادتیوں کا شکار ہونے، بڑے ہو کر خود مجرم بننے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

ماں پر یا سنگل پیرنٹ پر اثرات

ناجائز بچے کے علاوہ اس کی ماں کی زندگی پر بھی اسکے بہت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان کے اسکول سے ڈراپ آؤٹ ہونے کے امکانات دوسروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی مائیں عام طور سے اپنا کیریئر نہیں بنا پاتیں اور اپنے آپ کو مالی طور پر سپورٹ نہیں کرسکتیں۔ پانچ میں سے صرف ایک خاتون کو بچے کے باپ سے مالی مدد ملتی ہے۔ کیرولین نے اپنے بچوں کے باپوں پر مقدمہ کر رکھا ہے مگر اس کا کہنا ہے کہ ان سے پیسے نکلوانا آسان کام نہیں ہوتا۔ نتیجتاً ایسی عورتیں حکومت کی ویلفیئر اسکیم سے امداد حاصل کرتی ہیں اور طویل عرصہ تک کرتی رہتی ہیں۔ اس معاملے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ایسے بچے ٹیکس دینے والے پر بوجھ ہوتے ہیں۔ پرنسٹن یونیورسٹی کے میتھ میٹیکا پالیسی ریسرچ سنٹر کی تحقیق کے مطابق کم عمر غیر شادی شدہ مائیں اور ان کے بچوں پر حکومت ہر سال امریکی ٹیکس دینے والوں کا سات بلین ڈالر خرچ کرتی ہے، اسی لئے اس رجحان کو کم کرنے کے لئے موثر اقدامات کی ضرورت ہے۔ امریکا کے برعکس کینیڈا کی حکومت ہر بچے کو ماہانہ وظیفہ دیتی ہے۔ کیرولین کے ایک بچے کا باپ بھی عدالتی فیصلے کے مطابق بچے کو وظیفہ دینے پر مجبور ہے۔ کیرولین کا کہنا ہے کہ اسے پیسے کا کوئی خاص مسئلہ نہیں، وہ ہر چند روز بعد بوائے فرینڈ بھی بدلتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ شادی کرنا چاہتی ہے مگر اسے معلوم ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ ان سب (مردوں) کو صرف اس کے جسم سے دلچسپی ہے۔

آخر اس مسئلے کا حل کیا ہے؟

بروکنگ انسٹی ٹیوٹ کی ریسرچ رپورٹ امریکی حکومت کو متعدد تجاویز دیتی ہے۔ ان میں سے ایک تجویز یہ بھی ہے کہ بچوں کو اسکول کی سطح پر شادی سے پہلے جنسی تعلقات کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے، تاکہ وہ کم از کم شادی تک بچے پیدا کرنے سے رک جائیں۔ امریکی معاشرے میں بغیر شادی کے جنسی تعلق کو روکنا انسانی حقوق کی خلاف ورزی سمجھا جاتا ہے، اس لئے ایسی کسی تجویز پر عمل درامد کے امکانات صفر سے بھی کم ہیں۔

ایک طرف کم عمر مائیں ہیں جو اپنے بچوں کو تنہا پال رہی ہیں، دوسری طرف مغرب کے بیشتر ممالک آبادی کے بحران کا شکار ہیں۔ خصوصاً ترقی یافتہ ممالک میں آبادی میں اضافے کی شرح بہت تیزی سے کم ہو رہی ہے، اس حد تک کم ہو رہی ہے کہ متعدد ممالک اپنی صنعتی ضروریات پوری کرنے کے لئے تیسری دنیا کے پناہ گزینوں کے لئے اپنے دروازے کھولنے پر مجبور ہیں۔ مغرب کے بعض تھنک ٹینک آبادی میں کمی کی وجہ شادی کے رجحان میں کمی، طلاقوں کی زیادتی، شادی سے قبل جوڑوں کا ساتھ رہنا، ہم جنس جوڑوں کی شادی کو قانونی حیثیت دینا بتاتے ہیں۔ یہ سماجی رجحانات سماجی تبدیلیوں کا باعث بن رہے ہیں۔ مغرب کی سیاست اس وقت مہاجرین کے گرد گھوم رہی ہے، اس طرح گزشتہ کئی دہائیوں تک گلوبلائزیشن کی کامیاب کوششوں کے بعد اب مغربی معاشرہ دوبارہ قومیت اور نسل پرستی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اگر مغربی معاشرہ سچ مچ اس مسئلہ کا حل چاہتا ہے تو اسے قدرت کے بنائے ہوئے ضابطہ پر عمل کرنا ہوگا اور جنسی بے راہ روی کے جس دلدل میں وہ ڈوبا ہوا ہے، اس سے باہر نکلنا ہوگا۔

سید محمد عادل فریدی

نائجیریائی شہری کو ای میل گھوٹالے میں سزا

امریکہ کی ایک عدالت نے ایک نائجیریائی شہری کو دنیا کے ہزاروں لوگوں سے کروڑوں ڈالر ٹھگنے سے متعلق ای میل گھوٹالے میں شامل ہونے پر تین سال اور پانچ مہینے کی قید کی سزا سنائی ہے۔ مین ہیٹن میں نگراں امریکی جیوڈیشیل جون کم کے اعلان کے مطابق جج پال کراٹی نے ڈیوڈ چکوونیکے ایدندو (۳۰/سال) کے خلاف سزا سنائی ہے۔ اسے گزشتہ سال ہیوسٹن ہوائی اڈے پر گرفتار کیا گیا تھا، امریکی استغاثہ نے عدالت میں داخل ایک دستاویز میں بتایا کہ ایدندو نے چین میں بینک کھاتہ کھول کر ڈھائی کروڑ ڈالر سے زیادہ کی ٹھگی کی اور امریکی متاثرین کے لئے اس رقم کو وصول کرنا مشکل ہوگا۔ (یو این آئی)

یمن میں باغیوں کو میزائل دے رہا ہے ایران: امریکہ

امریکہ نے ایران پر یمن کے حوثی باغیوں کو میزائل مہیا کرانے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ یہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کی بھی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اقوام متحدہ میں امریکی نمائندہ نکی ہیلی نے صحافیوں کو گزشتہ ماہ ریاض ایئرپورٹ کے پاس ایک بیلسٹک میزائل کے باقیات کو دکھایا۔ انہوں نے کہا اس پر ''میڈ ان ایران'' (Made in Iran) کے اسٹیکر بھی ہو سکتے تھے۔ (یو این آئی)

صومالیہ: خودکش حملہ میں کم از کم ۱۳/افراد ہلاک

افریقی ملک صومالیہ کے دارالحکومت موغادیشو میں ہونے والے ایک خودکش حملے میں کم از کم ۱۳/افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ حکام کے مطابق پولیس کی وردی میں ملبوس حملہ آور نے ایک پولیس ٹریننگ اکیڈمی میں خود کو دھماکے سے اڑا دیا۔ اس دھماکے کے نتیجے میں کم از کم ۱۳/لوگ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ (یو این آئی)

مشرقی یروشلم فلسطینی دارالحکومت بنے: مسلم ممالک

پچاس سے زائد مسلم ممالک نے یروشلم کو اسرائیل کی راجدھانی کے طور پر تسلیم کرنے کے لئے امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی مذمت کرتے ہوئے بین الاقوامی برادری سے مشرقی یروشلم کو فلسطین کی دارالحکومت کے طور پر تسلیم کرنے کی اپیل کی ہے۔ پچاس سے زائد مسلم ممالک کی سربراہی کانفرنس کی میزبانی کرنے والے ترکی کے صدر طیب اردوگان نے کانفرنس میں کہا کہ امریکہ نے اپنے اس قدم کے بعد اسرائیل۔ فلسطین جدوجہد کو ختم کرنے کی کوششوں میں ثالث کے طور پر اپنے کردار کو بھی ختم کر دیا۔ (یو این آئی)

او آئی سی اجلاس میں صدر وینز ویلا کی شرکت پر سبھی حیران

استنبول میں القدس کے مسئلہ پر منعقد اسلامی تعاون تنظیم کے ہنگامی سربراہی اجلاس میں جہاں بہت سے مسلمان لیڈروں نے سست روی کا مظاہرہ کیا، وہیں ایک غیر متوقع مہمان نے شرکت کر کے سب کو حیران کر دیا۔ عرب ٹی وی کے مطابق وینز ویلا کے صدر نکولس ماڈورو نے اسلامی تعاون تنظیم کے ہنگامی اجلاس میں ترک صدر رجب طیب اردگان کی خصوصی درخواست پر بطور مہمان شرکت کی۔ یاد رہے کہ او آئی سی کے ہنگامی اجلاس میں امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے القدس کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے کے خلاف جوابی اقدامات پر غور کیا گیا۔ (یو این آئی)

عراق میں داعش کے ۳۸/جنگجوؤں کو پھانسی دیدی گئی

عراقی حکومت نے داعش سے تعلق رکھنے والے ۳۸/جنگجوؤں کو پھانسی دے دی ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ایجنسی رائٹر کے مطابق عراقی وزارت انصاف نے اپنے بیان میں کہا کہ ان تمام دہشت گردوں کو ناصریہ شہر کی جیل میں پھانسی دی گئی، ان قیدیوں پر عدالت کی جانب سے دہشت گردی کے الزامات ثابت ہو چکے تھے اور بعد ازاں قانونی کارروائی کے بعد انہیں سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

یمن میں عرب اتحاد کے فضائی حملے میں ۳۰/قیدی ہلاک

یمن کے دارالحکومت صنعاء میں حوثی باغیوں کے قید خانے پر سعودی اتحادی فضائیہ کی بمباری کے نتیجے میں کم از کم ۳۰/قیدی ہلاک ہو گئے۔ غیر ملکی میڈیا رپورٹس کے مطابق اتحادی طیاروں نے مشرقی صنعاء میں حوثی باغیوں کے زیرِ قبضہ ایک قید خانے کو نشانہ بنایا، جنگی طیاروں نے جیل پر اس وقت بمباری کی جب وہاں ۱۸۰/ کے قریب قیدی پابندِ سلاسل تھے، کئی قیدی شدید زخمی بھی ہوئے ہیں۔ واضح رہے کہ عرب اتحاد نے سابق یمنی صدر علی عبداللہ صالح کے باغیوں کے ہاتھوں ہلاکت کے بعد حوثیوں کے خلاف کارروائیاں تیز کر دی ہیں تاہم اب بھی صنعا مکمل طور پر باغیوں کے کنٹرول میں ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

میانمار میں ایک ماہ کے اندر ساڑھے چھ ہزار روہنگیا مسلمانوں کا قتل

عالمی امدادی تنظیم ''ڈاکٹرز ود آؤٹ بارڈرز'' نے انکشاف کیا ہے کہ میانمار میں صرف ایک ماہ کے دوران ۶۷۰۰/ سے زائد روہنگیا مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ برطانوی نشریاتی ادارے کے مطابق اس بین الاقوامی امدادی ادارے نے میانمار سے اپنی جانیں بچا کر بنگلہ دیش آنے والے روہنگیا مسلمانوں سے کی گئی بات چیت اور پناہ گزین کیمپوں میں کرائے گئے سروے کے نتیجے میں بتایا ہے کہ میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کے خلاف ریاستی سرپرستی میں تشدد کی نئی لہر گزشتہ برس اگست میں شروع ہوئی تھی۔ تب سے اب تک 6 لاکھ 47 ہزار سے زائد روہنگیا مسلمان بنگلہ دیش نقل مکانی پر مجبور ہوئے ہیں۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

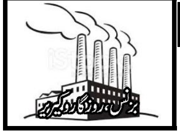

مثبت فکر اپنایئے: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

سوشل میڈیا کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے، مثبت فکر، خبروں کا انتخاب اور مثبت اسلوب اختیار کرنا چاہئے، آپ آدھے بھرے گلاس کو آدھا خالی اور اگتے سورج کے منظر کو ڈوبتے سورج کا منظر بھی کہہ سکتے ہیں، آپ کی مثبت سوچ اور مثبت فکر سے سماج کو فائدہ پہونچے گا اور منفی فکر سے سماج کو سخت نقصان پہونچتا ہے، آپ کو سمجھنا چاہئے کہ آپ کے قلم کے نیچے ہزار جان ہے۔'' ان خیالات کا اظہار قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے کیا، وہ ۱۲/دسمبر ۲۰۱۷ء کو ''خبر منتھن نیوز پورٹل'' کے دفتر کے افتتاح کے موقع سے سومتی بلڈنگ بورنگ کنال روڈ میں موجود لوگوں سے خطاب کر رہے تھے، اس موقع سے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا سے جڑے ہوئے لوگوں کی بڑی تعداد وہاں موجود تھی۔

آدھار لنکنگ معاملہ: سبھی خدمات کے لئے آخری تاریخ ۳۱/مارچ

سپریم کورٹ نے آج سبھی خدمات اور اسکیموں کو آدھار کارڈ سے لازمی طور پر جوڑنے کی آخری تاریخ ۳۱/مارچ ۲۰۱۸ء تک بڑھا دی ہے۔ چیف جسٹس دیپک مشرا کی صدارت والی پانچ رکنی آئینی بنچ نے عبوری حکم سناتے ہوئے سبھی فلاحی اسکیموں کے لئے آدھار لنکنگ کو لازمی کرنے کی تاریخ ۳۱/مارچ تک بڑھائے جانے کے حکومت کے فیصلے سے اتفاق ظاہر کیا ہے۔ آئینی بنچ نے موبائل کو آدھار سے جوڑنے اور نئے بینک کھاتے کھلوانے کے لئے آدھار لنکنگ کو لازمی کرنے کی تاریخ بھی ۳۱/مارچ ۲۰۱۸ء کر دی ہے۔

۳۱/جنوری تک ۱۹/فیصد نمی والے دھان کی بھی ہوگی خریداری

بہار کے کسانوں سے اب 19% نمی والے دھان کی بھی ۳۱/جنوری ۲۰۱۸ء تک خریداری ہوگی، زیادہ نمی سے دھان کی خریداری کے اثر انداز ہونے کے معاملہ کو لے کر ریاستی حکومت پچھلے دو سالوں سے اجازت مانگ رہی تھی، پہلی بار مرکزی حکومت نے اس ماہ دسمبر میں ہی منظوری دے دی ہے۔ پچھلے سال جنوری کے آخر میں مرکزی حکومت نے 19% نمی والے دھان کو خریدنے کی اجازت دی تھی، ۱۵/جنوری کے بعد دھان کی نمی میں خود بخود کمی آ جاتی ہے، جبکہ دسمبر اور جنوری کے شروع میں دھان میں 17% سے زیادہ نمی رہتی ہے، اس معاملہ کو لے کر حزب اختلاف بھی حکومت پر شکنجہ کس رہا تھا، دھان کی خریداری میں نمی کی مقدار 19% کرنے کے سلسلہ میں وزارت خوراک نے اجازت نامہ بھیج دیا ہے، اس اجازت نامہ کی رو سے ۳۱/مارچ تک کم از کم -/1550 روپئے فی کوئینٹل کی شرح سے کسانوں سے دھان کی خریداری کی جائے گی۔ (ایجنسی)

تھوک مہنگائی کی شرح میں اضافہ، کھانے پینے کی چیزوں کے دام سب سے زیادہ بڑھے

وزارت صنعت و کاروبار کے ذریعہ شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق تھوک مہنگائی کی شرح (WPI) نومبر ۲۰۱۷ء میں بڑھ کر 3.93% تک پہونچ گئی ہے، جبکہ اکتوبر ۲۰۱۷ء میں یہ 3.59% تھی، جب کہ سال ۲۰۱۶ء کے نومبر میں یہ 1.81% تھی۔ سب سے زیادہ اضافہ کھانے پینے کی چیزوں اور ایندھن میں ہوا ہے، خاص کر پیاز کی قیمتوں میں ایک سال میں 178.19% کا اضافہ ہوا ہے، دیگر سبزیوں کی قیمتوں میں بھی 59.80% کا اضافہ ہوا ہے اور دوسری غذائی اشیاء کے دام 6.06% بڑھے ہیں۔ (ایجنسی)

بہار بورڈ کے ٹاپر کا ریزلٹ رد، نئے ٹاپر کا اعلان

اپنے امتحان کے نتیجوں کو لے کر تنازع کا شکار رہے بہار ٹاپر گنیش کمار کا ریزلٹ رد کر دیا گیا ہے، بورڈ کی اس کارروائی کے بعد اب گنیش کمار بہار بورڈ کے آرٹس کے ٹاپر نہیں رہے، بورڈ کی رپورٹ کے مطابق اب 2016-17 کے امتحان میں دوسرے نمبر پر رہنے والی نیہا کماری کو آرٹس کا ٹاپر قرار دیا گیا ہے۔ واضح ہو کہ گنیش کمار پر نقل کر کے پاس ہونے اور اپنی عمر چھپانے کا الزام لگا تھا۔ ٹاپر کے نام کی تعیین ہو جانے کے بعد اب حکومت بہار میٹرک اور انٹر کے امتحان میں ٹاپ کرنے والے طلبہ کو ایک ایک لاکھ روپئے اور لیپ ٹاپ دے گی۔ (ایجنسی)

بارہویں تک کے بچوں کو موبائیل نہ دیں: مدھیہ پردیش کے وزیر تعلیم

مدھیہ پردیش کے اسکولی تعلیم کے ریاستی وزیر دیپک جوشی نے، گارجین حضرات کو نصیحت کی ہے کہ وہ بارہویں تک کے بچوں کے ہاتھ میں موبائیل نہ دیں، ان کا ماننا ہے کہ موبائیل نے بچوں میں اکیلے رہنے کی عادت کو بڑھایا ہے، وہ ڈپریشن کا شکار ہونے پر اپنی بات کسی سے کہہ نہیں پاتے اور غلط قدم اٹھا لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سوشل سائٹس پر پیش کی جانے والی فحش چیزیں بچوں پر برا اثر ڈال رہی ہیں، کئی بار بچے مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں، لیکن اپنے گارجین اور گھر کے بزرگوں سے اپنے دل کی بات نہیں کہہ پاتے، جس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا ہے، انہوں نے کہا کہ گارجین حضرات کو چاہئے کہ بارہویں جماعت تک کے اپنے بچوں کے ہاتھوں میں موبائیل نہ دیں اور اگر ضرورت کے تحت موبائیل دینا پڑے تو اس پر نگاہ رکھیں، ساتھ ہی اپنے بچوں کو وقت دیں اور موقع بموقع ان سے گفتگو کرتے رہیں، حالیہ زمانے میں رابطے اور گفتگو کا ذریعہ عام بات چیت نہیں بلکہ سوشل سائٹس بن گئے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ان سائٹوں پر فحش مواد بھرے ہوئے ہیں، جو نئے اور ناپختہ ذہن کو فوری طور پر اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ واضح ہو کہ انہیں خدشات کی وجہ سے ملک کے کئی مشہور و معروف تعلیمی اداروں نے اپنے یہاں زیر تعلیم طلبہ و طالبات کے موبائیل رکھنے خاص کر کے اسمارٹ فون رکھنے پر سخت پابندی لگا رکھی ہے، بعض تعلیمی اداروں میں تو اساتذہ کے لیے بھی کلاس کے اوقات میں موبائیل استعمال کرنا منع ہے۔

طب وصحت

کیلے کھائیں- توانائی بڑھائیں

اسد علی

کیلے کا شمار دنیا کے لذیذ ترین پھلوں میں ہوتا ہے، پھلوں کا بادشاہ کہلوائے جانے والے آم کے بعد سب سے لذیذ قوت بخش اور زیادہ کھایا جانے والا پھل بلاشبہ کیلا ہی ہے، کہا جاتا ہے کہ کیلا دنیا کے قدیم ترین پھلوں میں سے ایک ہے، جوایک زمانہ سے استعمال کیا جارہا ہے۔ مؤرخین کے مطابق اعظم نے اسے دریائے سندھ کی وادی میں کاشت ہوتے دیکھا تھا، مگر اب یہ دنیا کے بیشتر ممالک کے میدانی علاقوں میں بھی کاشت کیا جاتا ہے۔ اطباء کی رائے میں کیلا گرمی سردی کے موسم میں معتدل اور دوسرے درجے میں تر ہے، جبکہ بعض کے نزدیک گرم تر ہے، برصغیر پاک وہند میں اس کی کئی اقسام کاشت کی جاتی ہیں۔

اس کی ہر قسم کا اپنا الگ ذائقہ، حلاوت غذائی خصوصیت اور قوت بخش معیار ہوتا ہے، ان میں سے چند مشہور اقسام انوپان، سہلٹ، ڈھاکا جنگلی، مال ٹھوک، سون بیجا، کوکنی، رائے، رام چینیہ، بگیرا، نہنگا، چھپا، صغری، بھینسا، بمبئی، ہری چھال اور چتی دار کیلا وغیرہ ہیں، یہ ایک ایسا پھل ہے، جو سال کے بارہ مہینے دستیاب ہوتا ہے۔ اس میں ریشے سمیت شکر کی تین اقسام سکروز، فروکٹوز اور گلوکوز پائی جاتی ہیں اور جب یہ تینوں قسم کے شکر اس کے ریشوں کے ساتھ ملتے ہیں تو جسم کو توانائی بخشتے ہیں، پکے ہوئے کیلے میں نشاستہ اور فروٹ شوگر کی خاصی مقدار پائی جاتی ہے۔ نشاستہ زیادہ ہونے کی وجہ سے کیلا کھانے سے کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس میں گوشت بنانے والا جز نائٹروجن زیادہ ہوتا ہے، کیلے میں سیلشیئم، سیلینیشیم، فاسفورس، گندھک، لوہا اور تانبا بھی پایا جاتا ہے، یہ خون میں ہیموگلوبن (Hemogobin) کی افزائش میں مدد دیتا ہے جو کہ خون کی کمی کو پورا کرتا ہے۔ کیلا کھانے سے افسردگی یا ڈپریشن دور ہوجاتا ہے۔ جدید تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ افسردگی کی حالت میں اگر چند کیلئے کھالئے جائیں تو طبیعت کافی بہتر ہوجاتی ہے، کیلے میں پایا جانے وال ٹرائی فوٹوفان (Tryphtophan) نامی پروٹین انسان جسم کو ریلیکس کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح ہمارے جسم کے ریشے ڈھیلے ہوجاتے ہیں اور ہم بہتر محسوس کرتے ہیں، کیلے کو خوب چبا چبا کر پانی سا بنا کر حلق سے نیچے اتارنا چاہیے، کمزور معدے والوں کو اس کے استعمال سے احتیاط کرنی چاہیے، کچے کیلے کی سبزی گرمی اور خشکی کے نقائص کی رافع ہے۔ بے فکر ہوجائیں ایک وقت میں 6 سے زیادہ کیلے کھانے سے جان نہیں جاتی، کہا جاتا ہے کہ ایک ساتھ زیادہ کیلے کھانا صحت کے لیے نقصان دہ ہوسکتا ہے؛ بلکہ کہا تو یہاں تک گیا ہے کہ ایک وقت میں چھ سے زیادہ کیلے کھانے سے جان بھی جاسکتی ہے۔ اس مفروضے کے برخلاف لندن میں واقع سینٹ جارج ہسپتال کی کیتھرین کالنز کا کہنا ہے کہ پوٹاشیم ہمارے لیے بے حد اہم ہے اور یہ ہمارے جسم کے ایک ایک خلیے میں پایا جاتا ہے، اس سے ہماری دل کی دھڑکن ٹھیک رہتی ہے، یہ ذیابیطس کو کنٹرول میں رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، تاہم اگر اس کی مقدار بہت زیادہ یا بہت کم ہوجائے تو دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوسکتی ہے، پیٹ میں درد، متلی اور پیٹ خراب ہوجائے گا۔ ایک جوان شخص کو ایک دن میں 3500 ملی گرام پوٹاشیم لینی چاہیے۔ ایک 125 گرام وزن کے کیلے میں 450 گرام پوٹاشیم ہوتی ہے؛ یعنی ایک جوان شخص دن میں کم ازکم ساڑھے سات کیلے کھا سکتا ہے۔ ایک صحت مند شخص کو شاید ہر روز 400 کیلے کھانے پڑیں گے کہ اس کے جسم میں پوٹاشیم کو لیول اتنا زیادہ ہوجائے کہ وہ جان لیوا ثابت ہو، لہٰذا یقین رکھیں کہ کیلے صحت کے لئے خطرناک نہیں؛ بلکہ ہمیشہ ہی سے مفید رہے ہیں۔

بادام- ایک مکمل غذا

بادام وٹامن ای، سیلینیشیم اور پروٹین حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ہے، اس میں موجود صحت بخش فیٹی ایسڈز، فائبر اور اینٹی آکسیڈنٹ امراض قلب سے محفوظ رکھتے ہیں، بادام ذہن کو تیز کرنے میں معاون ہوتے ہیں، ویسے تو بادام سارا سال ہی کھائے جاتے ہیں؛ لیکن سردیوں میں انھیں کھانے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے، غذائیت سے بھرپور بادام صحت پر انتہائی مثبت اثرات مرتب کرتے ہیں۔

ذیابیطس کے مریضوں کے لیے مفید: بادام میں موجود صحت بخش فیٹس ذیابیطس کے مرض سے بچاؤ کے لیے انتہائی فائدہ مند ہیں، اس کے علاوہ سیلینیشیم بھی ذیابیطس کے مریضوں کے لیے ضروری ہوتا ہے اور اکثر افراد سیلینیشیم کی کمی کی وجہ سے ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں، جسم میں سیلینیشیم کی تعداد بڑھانے کے لیے بادام کا استعمال مفید ہے، بادام نہ صرف ٹائپ 1؛ بلکہ ٹائپ 2 ذیابیطس کے مریضوں کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں۔

بلڈ پریشر کنٹرول کرنے میں معاون: سیلینیشیم بلڈ پریشر لیول کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، بادام کے استعمال سے جسم کو اتنا سیلینیشیم مل جاتا ہے، جو بلڈ پریشر کنٹرول میں رکھنے کے لیے کافی ہے، ہائی بلڈ پریشر، یا ہاپرٹینشن دل کے دورے، یا گردوں کی خرابی کا باعث بنتے ہیں۔ سیلینیشیم کی کمی ہائی بلڈ پریشر کی وجہ بن سکتی ہے، چاہے آپ کا وزن زیادہ ہو، یا نہ ہو، چونکہ ہماری روز مرہ کی غذا جسم کی سیلینیشیم کی ضرورت کو پورا نہیں کرپاتی؛ اس لیے اس میں بادام شامل کرنے سے اس کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

دل کے لیے فائدہ مند: ایک تحقیق کے مطابق 1.5 اونس بادام اور دیگر تمام ڈرائی فروٹس کا روزانہ استعمال امراض قلب کے خطرات کافی حد تک کم کر دیتا ہے۔ بادام میں موجود غذائی اجزا دل کو طاقتور بناتے ہیں، بادام دل کے دورے اور ہاپرٹینشن کے خطرات کو کم کرتا ہے، اس سے کولیسٹرول بھی کنٹرول میں رہتا ہے۔

ذہن تیز کرتا ہے: بادام کی یہ خصوصیت تو ہم سب نے ہی سنی ہوگی، بادام کے اندر موجود غذائی اجزا ذہن کی نشو نما کرتے ہیں، ان کے استعمال سے آپ کی ذہنی کارکردگی اور صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے، بادام میں موجود ایل کارنیٹائن اور ریبوفلیون دو ایسے اجزا ہیں، جو بڑھتی ہوئی عمر میں انتہائی فائدہ مند ہوتے ہیں، بادام کا استعمال ایلزائمرز جیسے ذہنی امراض سے بچاتا ہے، ذہنی ماہرین کا کہنا ہے کہ بادام، یا بادام کے تیل کا استعمال اعصابی نظام کو درست رکھتا ہے۔

ہڈیاں مضبوط رکھتا ہے: بادام سے حاصل ہونے والے وٹامنز اور معدنیات ہڈیوں کے لیے بے حد مفید ہیں، اس کے علاوہ بادام سے جسم کو فاسفورس بھی حاصل ہوتا ہے، جس سے ہڈیوں کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے، بادام کے روزانہ استعمال سے انسان بڑھتی ہوئی عمر میں ہونے والی ہڈیوں کی بیماریوں جیسے آسٹیو پروسس سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

جلد نکھارتا ہے: بادام سے جلد کو حاصل ہونیوالے فائدے کسی سے چھپے نہیں، یہ نہ صرف بڑوں؛ بلکہ بچوں کی جلد کے لیے بھی انتہائی فائدہ مند ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر نوزائیدہ بچوں کی بادام کے تیل سے مالش کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ بادام کا تیل اکثر صابن اور فیس واش میں استعمال کیا جاتا ہے، اس سے جلد نکھرتی ہے اور داغ دھبے بھی کم ہوتے ہیں۔

قوت مدافعت بہتر ہوتی ہے: انسان کا مدافعاتی نظام طاقتور ہوتو وہ تمام تر بیماریوں ونقصان دہ جراثیم سے محفوظ رہتا ہے، بادام کا استعمال قوت مدافعت میں واضح اضافے کا باعث بنتا ہے، اس میں موجود قلوی مادہ (material alkaline) ساتھ ہی وٹامن ای جسم کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

گوشۂ خواتین واطفال

گھریلو نسخے:

آنکھوں کی جلن کیلئے کھیرے کے قتلے کاٹ کر آنکھوں پر رکھیں اور چند منٹ کے لئے سکون سے لیٹ جائیں، اکثر چھوٹے بچے منہ کے بل گر جاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے منہ، یا ہونٹ سے خون بہنے لگتا ہے، ایسے میں فوری طور پر ان کے منہ میں چینی ڈال دیں، خون فوراً بند ہوجائے گا۔ اگر پیٹ میں کسی بھی قسم کا گیس ہوجائے، یا معدہ میں کوئی تکلیف محسوس ہوتو دارچینی کا آدھا ٹکڑا اور بڑی الا ئچی ایک عدد چائے میں ڈال کر اچھی طرح پکالیں اور اسے پی لیں، درد، یا گیس فوری طور پر ٹھیک ہوجائے گا۔ موسم سرما میں جلد کو خشکی سے محفوظ رکھنے کیلئے ہلکے نیم گرم پانی میں کینو اور لیموں کا رس نچوڑ کر لگاتار ایک ماہ تک اس سے ہر روز غسل کریں، یا منہ دھونے کے پانی میں تھوڑا تھوڑا رس ملالیں، اس طرح موسم سرما میں آپ کی جلد خشک نہیں ہوگی۔ اکثر دانتوں پر سیاہ نشانات پڑجاتے ہیں، جو خاصے بدنما نظر آتے ہیں، دانتوں پر سے ان سیاہ نشانات کو ختم کرنے کیلئے چنبیلی کے پتے لے کر انہیں اُبال لیں، پھر ابلے ہوئے پانی سے کلیاں کی جائیں تو دانتوں کی چمک میں اضافہ ہوگا اور سیاہ نشانات دور ہوجائیں گے۔ رات کے وقت ناریل کا ٹکڑا کسی مٹی کے پیالے میں پانی ڈال کر بھگودیں، صبح نہار پیٹ کھالیں، صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے ان شاء اللہ آرام آجائے گا۔ چیچک کے داغ دور کرنے کیلئے ہلدی لیموں کا عرق اور آٹا کو ملاکر پیسٹ بنالیں، پھر چہرے پر لگائیں، پندرہ بیس منٹ کے بعد چہرے کو مل کر پیسٹ اتاردیں، بعدازاں بیسن سے منہ دھولیں، آدھے سر کے درد سے نجات کیلئے ناک میں روغن بادام ٹپکالیں، اس کے استعمال سے آدھے سر درد دور ہوجائے گا، اگر پیاز کاٹ کر سونگھ لیں تو بھی سر درد دور ہوجائے گا۔ آواز بیٹھ جائے تو آدھا کلو پانی میں 10 گرام سونف ڈال کر اسے پکالیجئے، چوتھا حصہ رہ جانے پر اسے اتار لیجئے اور اسے استعمال کیجئے، دو تین بار پینے سے شفا حاصل ہوگی، سونف ذرا سی منہ میں ڈال کر دن میں کئی بار چبائیں اور اس کا رس پئیں، گلا صاف ہوجائے گا، سوکھی کھانسی ہوتو ایک چمچہ شہد میں ایک چمچہ ہی پیاز کا رس ملا کر چاٹیں۔

ملتانی مٹی: ملتانی مٹی کے بہت سے فائدے ہیں، اس کو چہرے پر لگانے سے جلد صاف رہتی ہے، یہ مٹی جلد سے داغ دھبے اور مہاسے صاف کردیتی ہے، اسے لگانے سے چہرہ صاف ستھرا، چمک دار ہوجاتا ہے، اگر جلد چکنی ہوتو ملتانی مٹی کا ماسک بناتے وقت اس میں گلاب کا عرق بھی ملالیا جائے، اس کے علاوہ اس میں دودھ، بادام کا تیل، یا شہد ملانے سے بھی چہرے پر اچھے اثرات پڑتے ہیں، اس کے برعکس اگر آپ کی جلد خشک ہے تو ماسک بناتے وقت اس میں ناریل یا زیتون کا تیل ملانا ضروری ہے۔ ہر قسم کی جلد کے لیے لیموں کا رس بھی مفید ہے، یہ قدرتی طور پر جلد کو صاف کرتا ہے اور دافع عفونت (اینٹی سپٹک) ہے۔ ملتانی مٹی کو چہرے کی جلد صاف کرنے کے علاوہ سر کے بال صاف کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، مگر اسے شیمپو کی حیثیت سے استعمال کرنا مناسب نہیں ہے، اگر سر کے بالوں میں چکناہٹ زیادہ آجاتی ہے تو ملتانی مٹی کا گلاب کے عرق میں گھول لیا جائے، پھر اس میں تھوڑا سا لیموں کا عرق ملاکر پندرہ منٹ تک اس لگدی میں چمچہ چلاتے رہا جائے، اس کے بعد خود سے، یا کسی کی مدد سے اسے بالوں میں لگایا جائے اور مسلسل کنگھا کرتے رہنا چاہیے، کنگھے کے دانے موٹے ہونے چاہئیں، ملتانی مٹی لگانے کے بعد بالوں کو پندرہ منٹ تک خشک ہونے دیا جائے، اس کے بعد بال کو نیم گرم پانی سے دھودیا جائے۔ کوشش کی جائے کہ مٹی آنکھوں میں نہ جائے۔ بال دھوتے وقت مسلسل کنگھا استعمال کیا جائے؛ تاکہ بالوں سے ساری مٹی نکل جائے۔ اگر بال خشک ہیں تو ملتانی مٹی لگانے سے پہلے بالوں میں دس پندرہ منٹ کے لیے ناریل یا زیتون کا تیل لگالیں، ماسک بنانے کے علاوہ ملتانی مٹی کو دافع عفونت کے طور پر زخموں پر بھی لگایا جاسکتا ہے۔ مٹی کو پانی میں گھول کر لگدی بنالیں اور زخم پر لگادیں، یہ عمل چند دنوں تک کریں، زخم مندمل ہوجائے گا، بہتر ہوگا کہ اس ضمن میں اپنے معالج سے بھی مشورہ کرلیا جائے۔

eeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\Naqueeb 18December2017.inp 07/04/39 12:34 & PAGE 10 (1,1)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حیدرآباد میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے اجلاس کی تیاری زوروشور سے شروع

بابری مسجد کا مسئلہ صرف مسجد نہیں بلکہ دین کے بنیادی اصول کا مسئلہ ہے: خالد سیف اللہ رحمانی

ملک کے تاریخی شہر حیدرآباد میں ۹/۱۰/۱۱/فروری کو منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اٹھائیسویں اجلاس کی تیاری زوروشور کے ساتھ شروع ہے، ۱۳/دسمبر کو تیاری کا جائزہ لینے کے لیے استقبالیہ کمیٹی کے ذمہ داران کی ایک نشست ہوئی، جس میں اجلاس کو ہر اعتبار سے تاریخی بنانے کے عزم وحوصلہ کا اظہار کیا گیا، اس موقع پر استقبالیہ کمیٹی کے جنرل سکریٹری اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کہا کہ ملک کے موجودہ حالات کے پس منظر میں حیدرآباد کا یہ اجلاس غیر معمولی اہم ہے، اس وقت سیاسی اعتبار سے منصوبہ بندی کے ذریعہ مسلمانوں کو بے وزن کرنے کی کوشش جاری ہے،، مسلمانوں کے معاشی حالات خراب ہیں، ملازمتوں میں ان کی حصہ داری کم ہے، اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کو ان کی مذہبی شناخت سے محروم کرنے کی شاطرانہ کوشش کی جارہی ہے، ان کی جان و مال اور عزت وآبرو کے ساتھ وحشیانہ سلوک ہورہا ہے، مسلمانوں کی عبادت گاہوں پر غاصبانہ تسلط کا خطرناک عمل جاری ہے، یہ باتیں بے حد تشویش ناک اور ملک کے لیے بھی خطرناک ہیں۔ اجلاس میں ان موضوعات پر خاص طور سے فکرمندی کے ساتھ غور کیا جائے گا۔ اسی طرح تین طلاق اور بابری مسجد کا معاملہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ محترم سکریٹری بورڈ نے مزید کہا کہ بابری مسجد کا مسئلہ صرف ایک مسجد کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ دین کے بنیادی اصول کے بقاء اور تحفظ کا مسئلہ ہے۔

تعلیم کے ساتھ نونہالوں کی ایمانی واخلاقی تربیت بھی ضروری

امارت شرعیہ میں منعقد اسکول کے ذمہ داروں کی میٹنگ میں شرکاء کا اظہار خیال

تعلیم کے ساتھ بچے اور بچیوں کی ایمانی واخلاقی تربیت بھی ضروری ہے، بلکہ تربیت کے بغیر تعلیم ایسی ہی ہے جیسے جسم بلا روح، امارت شرعیہ کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ معاشرہ میں معیاری تعلیم کے فروغ کے ساتھ ساتھ نونہالوں کی ایمانی واخلاقی تربیت پر بھی پوری توجہ دی جائے تاکہ ایک ایسا معاشرہ وجود پاسکے جس کا ہر فرد اپنے ایمان وعمل کی سلامتی کے ساتھ ایک اچھا شہری ثابت ہو، لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب اداروں کے ذمہ داران پوری احساس ذمہ داری کے ساتھ اس کام کا بیڑا اٹھائیں اور عملی طور پر اس کام کو اپنے اپنے اداروں میں شروع کریں، اسی طرح بچوں کے گارجین حضرات کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے ایسی تعلیم گاہوں کا انتخاب کریں جہاں تعلیم کے ساتھ ان کے بچوں کی صحیح ایمانی واخلاقی تربیت بھی بہتر طور پر ہوسکے۔ یہ باتیں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا سہیل احمد ندوی نے ۱۰/دسمبر کو امارت شرعیہ کے میٹنگ روم میں منعقد اسکولوں کے ذمہ داروں کی ایک نشست میں کہی۔ واضح ہو کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر اس میٹنگ کا انعقاد ہوا، جس میں پھلواری حلقہ کے اسکولوں کے ذمہ داروں نے شرکت کی۔

نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت عصری درسگاہوں کی جو تصویر ہم سب کی آنکھوں کے سامنے ہے اور جس کا احساس یقیناً آپ سب کو ہم سب سے زیادہ ہوگا کہ مغربی کلچر اور دیومالائی نصاب کے ذریعہ نئی نسل کو ان کے دین ومذہب سے کاٹنے اور انہیں ذہنی وفکری ارتداد میں مبتلا کرنے کی منصوبہ بند کوشش ہورہی ہے اور یہ لہر روز بروز بڑھتی جارہی ہے بلکہ قانونی شکل اختیار کرتی جارہی ہے، ایسے حالات میں ان نونہالوں کے ایمان واخلاق کے تحفظ کی فکر کرنا نہ صرف ایک اخلاقی ذمہ داری بلکہ اہم ترین ایمانی ذمہ داری ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے انہی حالات پر فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی کہ آپ جیسے ذمہ داران اسکولس کے ساتھ اس موضوع پر تبادلۂ خیال کیا جائے اور بہتر راہ عمل طے کرکے اسکولوں میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کے ایمانی وخلاقی تربیت کے لئے جدوجہد کی جائے، آپ سب جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صرف معلم کتاب نہیں بلکہ معلم اخلاق بھی تھے، بلکہ تعلیم کتاب کا کام نبوت کے بعد شروع ہوا، مگر اخلاقی تربیت کا عمل آپ نے شعور کی آنکھ کھولتے ہی شروع فرمادیا تھا، جس سے تعلیم کے بالمقابل اخلاقی تربیت کی عظمت خود بخود ظاہر ہوجاتی ہے، بہتر اور معیاری تعلیم بلاشبہ ایک اسکول کا اپنا امتیاز ہے لیکن مذہبی وانسانی نقطۂ نگاہ سے ذہنی واخلاقی تربیت کا انتظام اس سے بڑا طرۂ امتیاز ہے، اس لئے آج کی مجلس میں نہایت فکرمندی کے ساتھ اس پہلو پر غورر کیا جائے اور جو لائحہ عمل طے ہو اس پر مخلصانہ عمل کا آغاز کیا جائے۔

نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنے بیان میں کہا کہ آپ حضرات تعلیمی میدان میں عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں اور یہاں کی نئی نسل پر تعلیمی اعتبار سے آپ کا فیض ہے، آپ کی باتوں میں اثر ہے اور اچھی بات ہے کہ آپ حضرات باہمی تعاون سے کام کرتے ہیں، اس لیے آپ حضرات کو یہاں جمع کیا گیا ہے تاکہ آپ کو حضرت امیر شریعت کی فکر سے واقف کرایا جائے۔ ان شاء اللہ ہم لوگ آپسی مشورہ سے عصری تعلیمی اداروں میں طلبہ وطالبات کی ذہنی واخلاقی تربیت کے تعلق سے بہتر لائحہ عمل ترتیب دیں گے۔ اس سلسلہ میں اسکول کے ذمہ داران حضرات نے میٹنگ کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے اس اقدام اور حضرت امیر شریعت کی فکرمندی کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا اور اس سلسلہ میں اپنے مفید مشورے دئے، اخیر میں تبادلۂ خیال کے بعد طے پایا کہ (۱) شہر پٹنہ کے مختلف اسکولوں میں کم ازکم مہینہ میں ایک مرتبہ ایک عالم دین کو بھیجا جائے جو باشعور طلبہ وطالبات سے ایمانی واخلاقی تربیت کے موضوع پر گفتگو کریں، (۲) امارت شرعیہ کی طرف سے دسویں کلاس تک کے لئے دینیات کا ایسا آسان نصاب فراہم کرایا جائے جس کے ذریعہ بچوں کو دین کی بنیادی باتوں سے واقف کرانا اور ان کے اخلاقیات کو بہتر بنانے میں سہولت ہو، (۳) پہلے مرحلہ میں زون وار شہر پٹنہ کے مسلم اسکولوں کے ذمہ داروں کا اجتماع منعقد کرایا جائے جس کے ذریعہ اس فکر کو عملی طور پر عام کرنے کا مزاج بنایا جائے، دوسرے مرحلہ میں اسکولوں کے باشعور طلبہ کا مختلف حلقہ میں اجتماع منعقد کیا جائے اور ان کے سامنے ذہنی واخلاقی تربیت کی اہمیت پر روشنی ڈالی جائے اور انہیں بھی اسلامی کوئز اور تقریری وتحریری مقابلہ کے انداز میں اس پروگرام کا حصہ دار بنایا جائے، اس میٹنگ میں اسکول کے ذمہ داروں میں سے جناب الحاج نجم الحسن نجمی صاحب، جناب شمیم اقبال صاحب، جناب پرویز صاحب، جناب احمد صاحب، جناب عابد صاحب نے بھی اظہار خیال کیا، مولانا عبدالباسط ندوی کی دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی۔

بہار انجمن جدہ کی تعلیمی سرگرمیاں قابل تحسین: مولانا انیس الرحمٰن قاسمی

سعودی عربیہ کے جدہ شہر میں بہار انجمن جدہ چیپٹر کے بینر تلے ایک ایجوکیشنل پروگرام کا انعقاد کیا گیا، جس میں مہمان خصوصی کے طور پر مولانا انیس الرحمٰن قاسمی اور جامعہ ملیہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر طلعت احمد نے شرکت کی، اس پروگرام کا مقصد ڈراپ آؤٹ طالب علموں کو دوبارہ تعلیم جوڑنے کی کوشش پر تبادلہ خیال کرنا تھا، بہار انجمن سعودی عرب میں برسوں سے اس علاقے میں خدمات انجام دے رہا ہے، بہار انجمن رہبر کے نام سے پروگرام ایسے طالب علموں کے چلارہی ہے، جو کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی تعلیمی سلسلہ کو جاری نہ رکھ سکے اور روزگار سے جڑ گئے ہیں، خاص کر یہ ادارہ بہار انجمن جدہ ریاست بہار اور جھارکھنڈ میں تعلیم سے محروم طالب علموں کی دوبارہ تعلیم دلانے کی کوششوں میں مصروف ہے، پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے ادارے کے کاموں کی تعریف کی، ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ اپنے وطن سے دور رہ کر بھی اپنے ملک اور ریاست کے تعلیم سے محروم بچوں کی تعلیم کے لئے بہار انجمن سے منسلک ممبران کی فکرمندی اور ان کے جذبہ کو اور تعلیم کی اہمیت پر ان حضرات کی کوششوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آخر میں جامعہ ملیہ یونیورسیٹی کے وائس چانسلر نے کہا کہ بہت جلد ہم جامعہ ملیہ دہلی کا ایک اسٹڈی سنٹر جدہ میں کھولنے جارہے ہیں، جس سے وہ بچے جو اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کرسکے ہیں، انہیں اس سنٹر کے ذریعہ باقی ماندہ تعلیم کو مکمل کرکے اپنے مستقبل کو روشن بناسکے اور ہندوستان کی تعمیر میں اپنا بھرپور تعاون پیش کرسکے۔

۲۴/تا ۳۰/دسمبر ضلع جہان آباد وارول میں وفد امارت شرعیہ کا دورہ

امارت شرعیہ کا ایک مؤقر دعوتی وفد مورخہ ۲۴/تا ۳۰/دسمبر ۲۰۱۷ء نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب کے زیر قیادت جہان آباد وارول کے مختلف مواضعات کا مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کرے گا، اس دورہ میں نائب مفتی مولانا احتکام الحق قاسمی، رئیس المبلغین مولانا قمر انیس قاسمی، شعبہ دعوت سے مولانا محمد احمد سجادی، مولانا منہاج عالم ندوی کے علاوہ مولانا سعود اللہ رحمانی، ومولانا مزمل حسین قاسمی مبلغین شریک رہیں گے، علاقہ کے اعتبار سے مقامی علماء کرام کی بھی شرکت رہے گی، اس موقع پر مسلمانوں کو وحدت واجتماعیت کی دعوت دی جائے گی، دینی عصری وٹیکنیکی تعلیم کی اہمیت سے واقف کرایا جائے گا، معاشرتی اصلاح کی ضرورت پر روشنی ڈالی جائے گی اور موجودہ حالات کے پس منظر میں ملت کو ان کی ذمہ داریوں سے روشناش کرایا جائے گا، نیز امارت شرعیہ کا پیغام اور اس کی گرانقدر خدمات کا تعارف بھی ہوگا۔

پروگرام دورہ وفد امارت شرعیہ

تاریخ	ایام	اجلاس عام دن	اجلاس عام شب
۲۴/دسمبر ۲۰۱۷ء	اتوار	فولاد پور	کرتھاڈیہہ
۲۵/دسمبر ۲۰۱۷ء	سوموار	مدرسہ اسلامیہ عزیزیہ پنجرانواں	مدرسہ عربیہ اصلاح المسلمین شکور آباد
۲۶/دسمبر ۲۰۱۷ء	منگل	سلیم پور لانجو	بی بی پور
۲۷/دسمبر ۲۰۱۷ء	بدھ	دانوں بیگھہ	جامع مسجد مخدوم پور
۲۸/دسمبر ۲۰۱۷ء	جمعرات	نگلہ	دارالقرآن مدرسہ عظمتیہ بھداسی
۲۹/دسمبر ۲۰۱۷ء	جمعہ	مدرسہ اسلامیہ شاہی محلہ اروال	ہردے چک
۳۰/دسمبر ۲۰۱۷ء	سنیچر	منیری بیگھہ	دارالعلوم مختاریہ کلیر

علاقہ کے باشعور افراد، علماء، ائمہ مساجد، نقباء ومخلصین اور باحوصلہ نوجوانوں کا فرض ہے کہ اس پروگرام کو پورے جذبہ اور جوش ایمانی کے ساتھ کامیاب وبامقصد بنائیں اور جلسوں میں شریک ہوکر اپنی ملی بیداری کا ثبوت دیں۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے تحفظ شریعت کانفرنس کی تیاری کے پیش نظر پٹنہ میں میٹنگ

۳۰/دسمبر کو پٹنہ کے انجمن اسلامیہ ہال میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ خواتین سیل کے زیر اہتمام تحفظ شریعت کانفرنس کے انعقاد کی تیاری سے متعلق ایک اہم نشست مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ میٹنگ کے دوران آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ خواتین سیل بہار کی کنوینر ڈاکٹر مہ جبین ناز نے بتایا کہ اس کانفرنس میں ملک کی نامور خواتین شریک ہورہی ہیں، کانفرنس میں شریعت اسلامیہ سے متعلق اہم موضوعات زیر بحث آئیں گی، اس کی تیاری کے لیے جلد ہی ایک استقبالیہ کمیٹی بھی تشکیل دی جائے گی۔ اس میٹنگ میں شرکت کرنے والوں میں سلطان احمد صدیقی (جماعت اسلامی)، انوار الہدیٰ (جمعیۃ علماء بہار) جناب صابر صاحب (ہولی ویزن اسکول)، شہزاد رشید (اسلامک انفارمیشن لائبریری)، شاداب حسین (طاہر حسین سماجک کلیان سمیتی)، مولانا معراج علی ندوی اور محترمہ ہدیٰ راول وغیرہ کے نام اہم ہیں۔

اعلان مفقود الخبری

● **مقدمہ نمبر ۲۹۵/۲۳۰۱۹/۳۸ھ** (متدائرہ دار القضاء مرکزی پھلواری شریف، پٹنہ) مسرت خاتون بنت محمد شبیر مقام کاشمیر گنج، ڈاکخانہ مسوڑھی، تھانہ مسوڑھی، ضلع پٹنہ: مدعیہ۔ بنام محمد صدام ولد طاہر حسین مرحوم مقام رحمت گنج، ڈاکخانہ مسوڑھی، تھانہ مسوڑھی، ضلع پٹنہ: مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ: مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف عدالت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں عرصہ ڈیڑھ سال سے نان ونفقہ اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنا پر فسخ نکاح کا مقدمہ کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۲۸؍ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۵؍جنوری ۲۰۱۸ء روز سوموار کو ۹؍بجے دن میں خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کر دیا جائے گا، گواہان کم از کم دو ایسے معتبر مرد مسلم یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونے چاہئیں جو مقدمہ سے متعلق حالات سے پوری طرح براہ راست واقف ہوں۔ اپنا اور اپنے گواہان کا شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۶۴/۱۲۵۴/۳۸ھ** (متدائرہ دار القضاء گواپوکھر، مدھوبنی) مدینہ خاتون بنت محمد اسماعیل مقام اگاڑی، ڈاکخانہ کھوج پور، ضلع مدھوبنی: مدعیہ۔ بنام محمد ادریس ولد محمد بشارت مرحوم مقام پرساہی، ڈاکخانہ سدھپ، ضلع مدھوبنی: مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ: مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دار القضاء مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر، ضلع مدھوبنی میں عرصہ ۵؍سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۲۷؍ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۴؍جنوری ۲۰۱۸ء بروز اتوار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہیں کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے گواہان کم از کم دو ایسے معتبر مرد مسلم یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونے چاہئیں جو مقدمہ سے متعلق حالات سے پوری طرح براہ راست واقف ہوں۔ اپنا اور اپنے گواہان کا شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۹۲/۲۰۳۳/۳۸ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم، دملہ، مدھوبنی) گنی خاتون بنت محمد ہارون مقام مریٹھا ٹولہ، ڈاکخانہ مہولی، تھانہ دیورا بندھولی، ضلع دربھنگہ: مدعیہ۔ بنام۔ شمس عالم ولد محمد حسن مقام و پوسٹ چورٹ، تھانہ پوپری، ضلع سیتامڑھی: مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ: مقدمہ ہذا میں مدعیہ گنی خاتون بنت محمد ہارون مقام مریٹھا ٹولہ، ڈاکخانہ مہولی، تھانہ دیورا بندھولی، ضلع دربھنگہ نے مدعا علیہ شمس عالم ولد محمد حسن مقام و پوسٹ چورٹ، تھانہ پوپری، ضلع سیتامڑھی کے خلاف بر بناء عدم اداء نان ونفقہ و عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں تاریخ پیشی مورخہ ۱۵؍جنوری ۲۰۱۸ء روز سوموار کو بوقت ۹؍بجے دن دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی بنا پر مقدمہ فیصل کر دیا جائے گا، گواہان کم از کم دو ایسے معتبر مرد مسلم یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونے چاہئیں جو مقدمہ سے متعلق حالات سے پوری طرح براہ راست واقف ہوں۔ اپنا اور اپنے گواہان کا شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۵/۱۲۶/۳۹ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ چمپانگر، بھاگل پور) بی بی سفیانہ خاتون بنت شیخ پیرو مقام بنسی پور، ڈاکخانہ بونسی، ضلع بانکا: مدعیہ۔ بنام۔ محمد ذاکر ولد رفدار مقام بسر ہٹہ، ڈاکخانہ بسر ہٹہ، تھانہ میوات، ضلع میوات، ہریانہ: مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ: مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے دار القضاء امارت شرعیہ چمپانگر بھاگل پور میں آپ کے خلاف عرصہ چار سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے و نان ونفقہ اور حق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۸؍جنوری ۲۰۱۸ء روز جمعرات کو بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں مقدمہ ہذا فیصل کیا جا سکتا ہے۔ اپنا اور اپنے گواہان کا شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۸/۱۲۹/۳۹ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ چمپانگر، بھاگل پور) ربینہ خاتون بنت محمد بدر الدین عرف بدرل مقام بلہا، ڈاکخانہ بلہا، تھانہ مہہ پور، ضلع بھاگل پور: مدعیہ۔ بنام۔ محمد عباس ولد محمد کارے بیٹھا، مقام لوجانی، ڈاکخانہ بنیا موڑ، تھانہ نوگچھیا، ضلع بھاگل پور: مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ: مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے دار القضاء امارت شرعیہ چمپانگر بھاگل پور میں آپ کے خلاف عرصہ چار سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے و نان ونفقہ اور حق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۸؍جنوری ۲۰۱۸ء روز جمعرات کو بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں مقدمہ ہذا فیصل کیا جا سکتا ہے۔ گواہان کم از کم دو ایسے معتبر مرد مسلم یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونے چاہئیں جو مقدمہ سے متعلق حالات سے پوری طرح براہ راست واقف ہوں۔ اپنا اور اپنے گواہان کا شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۴۰/۴۰/۳۸ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دھرم پور، ضلع سمستی پور) شبنم پروین بنت محمد یاسین مقام شاہ پور بگھونی محلہ محمود نگر، پوسٹ شاہ پور بگھونی، تھانہ وینی، ضلع سمستی پور: مدعیہ۔ بنام۔ محمد آزاد حسین ابن عبد المجید مقام پوسٹ چک عبد اللہ، تھانہ شکرہ، ضلع مظفر پور: مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ: مقدمہ ہذا میں آپ (مدعا علیہ) کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کی بیوی شبنم پروین (مدعیہ) نے دار القضاء امارت شرعیہ عیدگاہ دھرم پور، ضلع سمستی پور میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے کہ آپ نے تین سالوں سے اسے چھوڑ رکھا ہے نہ آپ نے نان ونفقہ دیا، نہ خبر گیری کی، نہ آپ کا کوئی پتہ ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، دار القضاء کو اطلاع دیں اور تاریخ پیشی ۲۶؍ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۳؍جنوری ۲۰۱۸ء روز سنیچر کو بوقت ۹؍بجے دن دار القضاء امارت شرعیہ عیدگاہ دھرم پور، ضلع سمستی پور میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں مقدمہ ہذا فیصل کر دیا جائے گا۔ گواہان کم از کم دو ایسے معتبر مرد مسلم یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونے چاہئیں جو مقدمہ سے متعلق حالات سے پوری طرح براہ راست واقف ہوں۔ اپنا اور اپنے گواہان کا شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۲۰/۲۰/۳۸ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دھرم پور، ضلع سمستی پور) شبینہ پروین بنت محمد شفیق مقام رام پور، پوسٹ وتھانہ وارث نگر، ضلع سمستی پور: مدعیہ۔ بنام۔ محمد عامر ابن محمد شاہد مقام و پوسٹ بسنت پور ہری، تھانہ اورائی، ضلع مظفر پور: مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ: مقدمہ ہذا میں آپ (مدعا علیہ) کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کی بیوی شبینہ پروین (مدعیہ) نے دار القضاء امارت شرعیہ عیدگاہ دھرم پور، ضلع سمستی پور میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے کہ من مدعیہ ڈھائی سالوں سے اپنے میکہ میں ہوں، مدعا علیہ نے مجھے چھوڑ رکھا ہے، نان ونفقہ دیا اور نہ خبر گیری کی، نہ آپ (مدعا علیہ) کا کوئی پتہ ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، دار القضاء کو اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ پیشی ۲۹؍ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶؍جنوری ۲۰۱۸ء روز منگل کو بوقت ۹؍بجے دن دار القضاء امارت شرعیہ عیدگاہ دھرم پور، ضلع سمستی پور میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں مقدمہ ہذا فیصل کر دیا جائے گا۔ گواہان کم از کم دو ایسے معتبر مرد مسلم یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونے چاہئیں جو مقدمہ سے متعلق حالات سے پوری طرح براہ راست واقف ہوں۔ اپنا اور اپنے گواہان کا شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۷/۴۳۰۱/۳۹ھ** (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سہرسہ) طلعت پروین بنت محمد قاسم شاہ، مقام و پوسٹ پورینی، وارڈ نمبر ۱۳، ضلع مدھے پورہ: مدعیہ۔ بنام۔ محمد علی ولد محمد خورشید شاہ، مقام و پوسٹ پورینی وارڈ نمبر ۱۳، ضلع مدھے پورہ: مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ: مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ (مدعا علیہ) کے خلاف عرصہ ایک سال سے غائب اور لاپتہ ہونے اور اس کو نان ونفقہ نہ دینے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا مقدمہ دار القضاء امارت شرعیہ سہرسہ میں کیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، دار القضاء کو اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ پیشی ۲۹؍ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶؍جنوری ۲۰۱۸ء روز منگل کو بوقت ۹؍بجے دن دار القضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ، ضلع سہرسہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ گواہان کم از کم دو ایسے معتبر مرد مسلم یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونے چاہئیں جو مقدمہ سے متعلق حالات سے پوری طرح براہ راست واقف ہوں اپنا اور اپنے گواہان کا شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

بقیات

بقیہ ہنگامہ ہے پھر برپا............ اور پرائیویٹ اسکولوں و تعلیمی اداروں پر یہودی تسلط قائم ہو گیا، اس طرح غیر قانونی طور پر فلسطین کو کمزور کرنے اور شہر قدس پر قبضہ کرنے کی مہم چلائی جاتی رہی اور برسوں کی محنت کے بعد اب اس شہر پر قبضہ کو امریکہ کی مدد سے اسرائیل نے راجدھانی قرار دے کر مضبوط کر لیا ہے، لیکن امریکہ کے علاوہ کسی نے بھی القدس کی اس حیثیت کو تسلیم نہیں کیا ہے، اور یہ ایک اچھی بات ہوئی ہے کہ اپنے مفادات سے اوپر اٹھ کر دنیا کے بیشتر ممالک نے اس اقدام کی مذمت کی ہے، اور عرب ممالک برسوں بعد کسی ایک بات پر متحد ہو گئے ہیں، اور وہ ہے شہر قدس پر فلسطینیوں کا حق۔ اللہ کرے یہ اتحاد مسلم ملکوں کے لیے فال نیک ثابت ہو اور وہ اسلام مخالف طاقتوں کے سامنے جرأت مندی کے ساتھ کھڑے ہو سکیں۔

بقیہ اچھی ماں............ ۱۹۹۸ء میں پارٹی کے شدید اصرار پر انہوں نے کانگریس پارٹی کی صدارت قبول کی اور کچھ دنوں کے بعد راہل گاندھی کو نائب صدر کی حیثیت سے پارٹی کی قیادت کا بوجھ سونپا اور اب راہل گاندھی اپنی ماں سے پارٹی کی صدارت کا چارج لینے والے ہیں۔

کانگریس کی ۱۳۲ سالہ تاریخ میں اب تک ۵۹ صدر ہوئے ہیں، جس میں موتی لال نہرو سے راجیو گاندھی تک چوالیس سال نہرو خاندان نے صدارت کی ہے، سونیا گاندھی کی صدارت کو بھی اس میں شامل کر لیں تو یہ مدت اور بڑھ جائے گی۔ کانگریس کا دور اقتدار مسلمانوں کے لیے بہت اچھا نہیں رہا ہے، ہندوتو کی فکر و سوچ اسی کی گود میں پروان چڑھی اور آج ملک کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے، سونیا گاندھی کے طرز عمل اور سیاسی طور پر ان کے فیصلوں پر بھی انگلی اٹھائی جا سکتی ہے، لیکن ایک ماں کی حیثیت سے اپنے بچوں کے تحفظ اور تعلیم و تربیت کے لیے ان کا ایثار اور قربانی مثالی ہے، اور اس محاذ پر وہ پورے طور پر کامیاب ہیں، آنے والا مؤرخ ان کے اس کردار کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گا۔

جلد نمبر 65/55 شمارہ نمبر 49 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفسیٹ پریس دریاپور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

WEEK ENDING 18/12/2017
فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280
E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

بدگمانی کا سلگتا دائرہ بڑھ جائے گا
خود کو اتنا مت سمیٹو فاصلہ بڑھ جائے گا
(قوسؔ صدیقی)

مسلم نسل کشی کا اندلسی ماڈل

محمد نفیس خاں ندوی

712ء سے 1492ء تک مسلمان اسپین کے حکمراں رہے، یہ تعمیری وتہذیبی ترقی کا سنہرا دور تھا، علوم وفنون اپنے عروج پر تھے، ایجاد ہو یا تعمیر، سائنس ہو یا تہذیب، مسلمانوں کا دنیا بھر میں کوئی ثانی نہ تھا، اس دور میں یورپ کی سب سے بڑی لائبریری میں محض چھ سو کتابیں تھیں، جبکہ اسپین کے دارالحکومت قرطبہ کے خطاط ہر سال تقریبا چھ ہزار کتابیں تحریر کررہے تھے، الحمرا پیلس مسلم فن تعمیر کا آج بھی عجوبہ مانا جاتا ہے، معاشرہ کا امن وامان مثالی تھا، پورے اندلس میں عیسائی اور یہودی اطمینان کے ساتھ تھے، اس دور میں اسلام اپنی بہترین تہذیب اوراعلیٰ اقدار کی وجہ سے پورے مغرب میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب تھا۔

1492ء میں مسلم حکمراں کے زوال سے مسلمانوں کو ایک نئی حقیقت کا سامنا کرنا پڑا، ایک خونیں تاریخ رقم ہوئی، اندلس پر 78 سالہ مسلم اقتدار کے شاندار دور کو یکسر فراموش کردیا گیا، انہیں محکوم بنایا گیا اور پھر انہیں انتہائی وحشیانہ اور غیر انسانی سلوک میں مبتلا کردیا گیا، انہیں زبردستی عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور عدم تعاون کی سزا موت یا جلاوطنی کی صورت میں دی گئی، اسے تاریخ کی بدترین نسل کشی کا نام دینا بے جا نہ ہوگا، یہ ایک ایسی نسل کشی تھی، جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی، اندلس کے گلی کوچہ خون مسلم سے رنگ دیئے گئے اور لاکھوں لاکھ اندلسی مسلمانوں کو قصہ ماضی بنادیا گیا اور جو مسیحی تلواروں سے محفوظ رہے، ان پر ملک بدری کا جبری حکم نافذ کیا گیا، خود ایک انگریز مورخ اعتراف کرتا ہے:

Between 1609-14 sn estimated 350000 men, women,children were forcibly removed from their homes and deported from the country in what was then the largest removal of a civilian population in European history.

(1609-14 تک تقریبا تین لاکھ مرد، عورت، بچے جبری طور پر اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور ملک بدر کردیئے گئے، یورپ کی تاریخ میں کسی آبادی کی یہ سب سے بڑی ملک بدری تھی۔)

مسلم نسل کشی کا اندلسی ماڈل آج بھی مغرب کے لیے کامیابی کی دلیل سمجھا جاتا ہے، یہ حرمت اسلامی کی پامالی کے آغاز کا دور تھا، جس نے آگے چل کر اس خاص مسلم کش رویے کو مزید جلابخشی، مغرب میں اسلام سے نفرت کا اظہار کھلے طور پر ہونے لگا، صرف 1800ء سے 1950 کے درمیانی عرصے میں مغرب میں انتہائی تسلسل کے ساتھ اسلام کے خلاف زہر اگلتی کتابیں تحریر کی گئیں، میڈیا کی ترقی ہوئی تو اسلام کے خلاف اشتعال انگیز خبریں شائع ہونے لگیں اور مسلم منافرت کی فلمیں بھی بنائی جانے لگیں، یہ ایک مضبوط اور بھرپور میڈیا پروپیگنڈہ کا دور تھا اور اس کا بنیادی مقصد مغرب میں اسلام مخالف جذبات کو ابھارنا اور مسلمانوں کو ایک خوف ودہشت کی تصویر بنا کر پیش کرنا تھا، جسے اصطلاحی طور پر اسلام فوبیا (Islamophobia) بھی کہا جاتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر دنیا کو انسانیت کا درس دینے والے مغرب میں آج بھی 60 سے 70 فیصد تحریریں مسلم بیزاری اور اسلام دشمنی پر لکھی جاتی ہیں، قرآنی آیات اور اسلامی تعلیمات کو غلط تشریحات دے کر پھیلایا جاتا ہے، وقتا فوقتا ایک خاص منصوبے کے تحت مسلمانوں کی شہ رگ پر حملے کرنے کے لیے ناموس رسالت کی بے حرمتی جیسے اقدامات بھی کیے جاتے ہیں؛ تاکہ مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر کمزور کیا جاسکے، چنانچہ ان کی اعصاب شکنی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔ مغرب کی مسلم دشمنی کو پرکھنے کے لیے اٹلانٹا میں ہونے والے یہودیوں کے ایک بڑے مذہبی اجتماع میں ایک یہودی ربی Shalom کا یہ خطاب ہی اس کی بڑی عکاسی کا باعث ہے، جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک کھلے اعلان جنگ کے طور پر دنیا کی سماعتوں سے ٹکرایا، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

”ہمارا دشمن جو بظاہر انسانی چہرہ مہرہ رکھتا ہے؛ لیکن درحقیقت اس کا دل، اس کی روح بالکل غیر انسانی ہے، یہ ایک ایسی بلا ہے، یہ ایک ایسی آفت ہے، جو ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے، اس کی تعداد دنیا کی کل آبادی کا ایک بلین ہے، جس کا 5 فیصد حصہ دنیا میں دہشت پھیلا رہا ہے، 5 فیصد کا مطلب 50 ملین مسلمان ہیں، جو قرآن اٹھائے، منہ سے اللہ اکبر کے کلمات جاری کرتے ہوئے ہمارے گلے کاٹ رہے ہیں، ہمیں ان سے نفرت ہے؛ لیکن محض نفرت سے کام نہیں چلے گا، ہمیں ان کا قلع قمع کرنا ہوگا، بغیر یہ سوچے کہ سب مسلمان دہشت گرد نہیں، اسپین کی طرح انہیں جڑ سے اکھاڑنا ہوگا، ہمیں شکر گزار ہونا چاہیے کہ اسرائیل ہماری جنگ لڑ رہا ہے، ہمیں شکر گزار ہونا چاہیے کہ امریکہ ہمارا ساتھ دے رہا ہے، خدا اسرائیل اور امریکہ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے“۔

ایک معروف عیسائی جریدہ میں چھپنے والے مضمون کی چند سطریں بھی ملاحظہ ہوں:

”عیسائیوں کا مسلمانوں کے ساتھ امن سے رہنا ناممکن ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ان مورز (Moors) یعنی مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنالیا جائے، یا اپنے ملک سے باہر نکال پھینکا جائے، اگر ایسا ممکن نہیں تو تیسرا راستہ ان کی نسل کشی کا ہے“۔

مذکورہ مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ انتہا پسند یہودی وعیسائی مسلم نسل کشی کے اندلسی ماڈل کو کس قدر قابل تقلید سمجھتے ہیں، اسی اندلسی ماڈل کی پیروی کرتے ہوئے مختلف ممالک میں مسلمانوں کے قتل عام یا ان کی نسل کشی کی مختلف کوششیں کی جاچکی ہیں۔

بوسنیا میں مسلمانوں کے صفایہ کی جو کوششیں کی گئیں اور ان کے خون سے جس طرح ہولی کھیلی گئی، ان واقعات نے کرب اور دل افگاری کے ناقابل بیان حالات کی داستان رقم کی ہے۔ سربوں نے تقریبا دو لاکھ نہتے مسلمانوں کو انتہائی وحشیانہ طریقے سے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا۔ افغانستان اور عراق پر امریکی جنگ میں بھی لاکھوں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ فلسطین میں 1948ء سے لے کر اب تک نہتے فلسطینی جوانوں، بوڑھوں اور بچوں کی گرتی لاشیں مغرب اور عالمی مغربی اداروں کی بے حسی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اب شہر قدس میں اسرائیلی دارالخلافہ کے قیام کا اعلان بین الاقوامی قوانین کے منافی ہوتے ہوئے بھی ناپاک سازش ہے، برما میں بودھ مت قوم نے اپنے امن وآشتی کے مذہبی درس کو فراموش کرکے جس طرح مسلمانوں کو موت کے منہ میں ڈھکیلا، وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ مغرب سے باہر نکل کر دیکھیں تو باقی غیر مسلم دنیا بھی اسی ماڈل کی گرویدہ دکھائی دیتی ہے، ہمارے ملک میں ایک معروف انگریزی اخبار کے ایک غیر مسلم جرنلسٹ نے اپنے مضمون کے ذریعے اس ماڈل کو عیاں کرنے کی جسارت کچھ اس طرح کی ہے:

”ہندوستان میں آریہ سماج، راما کرشنا مشن، وشو ہندو پریشد اور اب بھارتیہ جنتا دل پارٹ نے مسلم نسل کشی کا اسپینی ماڈل اپنا رکھا ہے، یہ ہندو مسلم فسادات کی آڑ میں مسلم اقلیت کو ظلم وجبر کا نشانہ بناتے ہیں، انہیں اور ان کے گھر بار کو فسادات کی آڑ میں جلادیا جاتا ہے، 5 فیصد مسلمان تو ہندو سماج کا حصہ بننے پر مجبور ہے، یہاں مسلم سیاسی جماعتیں ہندو جماستوں کا دم چھلا رہی ہیں، چند ایسے مسلم لیڈران ہیں جو مسلمانوں کی ثقافتی شناخت کا دفاع کرتے ہیں؛ لیکن یہ لیڈران بھی اسلام کو تحفظ دینا چاہتے ہیں مسلمانوں کو نہیں“۔

ہندوستان کی کئی ریاستوں مثلا گجرات، بہار، اتر پردیش، حیدرآباد وغیرہ میں مسلمانوں کی نسل کشی کے ان گنت واقعات ہوچکے ہیں محض کشمیر میں ہی 1989ء سے لے کر اب تک ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو بے دردی سے شہید کیا جاچکا ہے۔ ان تمام صورتحال پر ترقی یافتہ اور نام نہاد جمہوری معاشرے عجیب طرح کی چپی سادھے رہے، انہیں عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکوں کی انتہا پسندی یا دہشت گردی ذرہ برابر بھی دکھائی نہیں دیتی، کبھی کبھی ہیمنت کرکرے جیسا بہادر آفیسر یا گوری للیش جیسی باضمیر صحافیہ حقائق کو طشت ازبام کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں پراسرار طور پر موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے امریکہ میں جب تین مسلم نوجوان انتہا پسند عیسائیوں کے ہاتھوں اپنی جان گنوا بیٹھے تو مغربی میڈیا کی اس واقعہ پر سادھی گئی خاموشی کو لتاڑتے ہوئے مسلم جیوش کرسچین الائنس کے فاؤنڈنگ ممبر مسٹر Kevin Barrett نے لکھا: ”اس واقعہ پر خاموشی اختیار کرکے درحقیقت میڈیا بھی مسلمانوں کے قتل عام کا حصہ دار بن گیا ہے، ہماری انتہا پسند میڈیا دراصل دنیا کو یہ باور کرانا چاہتی ہے کہ مسلمانوں کو اپنے تحفظ کا کوئی اختیار نہیں، اب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس نسل کشی کے خلاف اپنی دفاع کریں“۔

بلاشبہ مغرب کے جارحانہ وپرتشدد رویہ کا منطقی جواب حکمت کے ساتھ تشدد ہی ہونا چاہئے؛ لیکن چونکہ اسلام امن پسندی کا عملی دعویدار ہے اور مسلمانوں کا وجود امت دعوت کی حیثیت سے ہے؛ اس لیے کسی بھی پرتشدد اور غیر انسانی طریق کو اختیار کرنا اسلام کی نظر میں سنگین جرم ہے؛ اس لیے مغرب کی طرح پرتشدد راستوں پر چلنے کے بجائے اس کا مقابلہ جرأت ایمانی، مؤثر وسائل اور ٹھوس دلائل کے ذریعہ کرنا ہوگا اور اس کے لیے سب سے پہلے خود کو کمزور سمجھنے کی ذہنیت ختم کرنا ضروری ہے۔

اگر ہم آج کسی سازش کا شکار ہیں تو اس سازش کے کامیاب ہونے میں کسی حد تک ہماری کوتاہیوں کو بھی دخل ہے، ہم بڑی حد تک احساس کمتری کا شکار ہیں؛ اس لیے اپنے آپ کو کوسنے کے بجائے ایک نئے احساس میں داخل ہونے کی ضرورت ہے اور وہ ہے خود اعتمادی، اسلامی ثقاف وتمدن پر فخر وسکون اور روحانی طور پر اسے قبول کرکے اس کی روشنی میں اپنے نئے کردار تخلیق کرنا، اسی کے ذریعہ مسائل کے حل کی جدید اور قابل قبول راہیں دریافت ہوسکیں گی اور اسی کے ذریعہ گمراہ لوگوں کو جو متشدد راستوں کو اپنی نجات بنا چکے ہیں، جو بہکاوے میں آکر اپنوں ہی کا لہو بہانے لگے ہیں، ان کی بھی اصلاح ہو پائے گی اور سب سے بڑھ کر مغرب کی جارحانہ پالیسیوں اور متعصب پروپیگنڈوں کا سدباب ممکن ہوسکے گا۔